مسلسل اشاعت کے ترپن سال

ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

630 / جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ فروری ۲۰۱۸ء

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ مولانا سمیع الحق

مُدیرِ اعلیٰ مولانا راشد الحق سمیع

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر............53
شمارہ نمبر 5
جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ
فروری 2018

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: شام میں خون مسلم کی ارزانی اور مسلم قائدین کی خاموشی .... ادارہ ۲
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات .... مولانا عرفان الحق حقانی ۵
- میاں بیوی کے حقوق .... حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب ۱۹
- شام میں انسانیت کی شام .... جناب صابر حسین ۲۵
- آب زمزم: اسلام کا زندہ جاوید معجزہ: سائنسی تحقیقات کی روشنی میں ...... مولانا انیس الرحمٰن ندوی ۳۰
- عجلت پسندی قرآن وحدیث کی روشنی میں .... محمد عبد اللہ بن شمیم ندوی ۴۰
- آخری وحی: اللہ اپنے بندوں سے کیا کہتا ہے؟ کیا چاہتا ہے؟ .... طارق عمیر عثمانی ۴۳
- حضرت مولانا احمد ہزاروی فاضل سکندر پوریؒ .... راجہ میاں نور محمد نظامی ۴۷
- جمہوریت کا اسلامی تصور .... مولانا اسرار مدنی ۵۶
- دارالعلوم کے شب و روز .... مولانا حامد الحق حقانی ۶۰
- تعارف و تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۲

نوٹ: ادارہ کا کالم نگار حضرات کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق ، مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز ادارہ

شام میں خونِ مسلم کی ارزانی اور مسلم قائدین کی خاموشی

ملک شام میں جاری قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ اور عصمت پامالیوں کو ماہ رواں میں آٹھ سال مکمل ہو جائیں گے، اس وقت دارالحکومت دمشق سے دس کلومیٹر مشرق میں واقع غوطہ شہر میں بشارالاسد حکومت اور اس کی اتحادی قوتیں، وہاں کے باشندوں کے اس آخری ٹھکانے پر اندھا دھند بمباری کر رہی ہیں، اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوئٹرس نے شہر کی موجودہ صورت حال کو ''زمین پر'' جہنم سے تشبیہ دیتے ہوئے متحارب فریقوں سے فوری جنگ بندی کی اپیل کی ہے لیکن شامی حکومت کی حامی افواج نے اس علاقے پر بیرل بموں اور راکٹوں کی بارش کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ ماہ فروری ۲۰۱۸ء سے غوطہ میں جاری شامی اور روسی افواج کی بمباری سے ایک ہزار سے زائد شہری جاں بحق اور ہزاروں زخمی ہو چکے ہیں، جن میں بچوں، بوڑھوں اور خواتین کی ایک بہت بڑی تعداد شامل ہے، کیمیائی ہتھیاروں کے انسداد سے متعلق ایک بین الاقوامی ادارے کے مطابق مشرقی غوطہ میں زہریلی کلورین گیس سے بھرے بم استعمال کئے گئے ہیں۔ اقوام متحدہ اور دیگر امدادی تنظیمیں مسلسل جنگ بندی کی اپیلیں کر رہی ہیں تاکہ ان علاقوں میں محصور چار لاکھ سویلین افراد تک غذائی اشیاء اور دوائیں پہنچائی جا سکیں، جن کی حالت بہت ابتر ہو چکی ہے۔ مسلسل فضائی بمباری کی وجہ سے وہ کہیں اور جا بھی نہیں سکتے، جو لوگ زندہ بچ گئے ہیں، غذائی قلت کے باعث وہ بھی موت کے دہانے میں ہیں۔ بعض تجزیہ نگاروں کے مطابق شام میں گزشتہ آٹھ برسوں کے دوران دس لاکھ سے زائد مسلمانوں کا خون بہہ چکا ہے۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ جس طرح امریکا نے افغانستان میں اپنے جدید ہتھیاروں کے تجربات کئے تھے، اسی طرح روس بھی اپنے ہتھیاروں کو شام میں آزما رہا ہے اور اس گھناؤنے کھیل میں شامی حکومت روس کا بھرپور ساتھ دے رہی ہے۔

ملک شام جہاں کئی سالوں سے امریکہ، روس، ایران اور بشارالاسد مل کر شام کے سُنّی مسلمانوں کا قتلِ عام کر رہے ہیں، لیکن اس کے ساتھ سُنّی مسلمانوں کی تباہی میں مسلم ممالک بھی برابر کے شریک ہیں۔ ملک شام میں سُنّی مسلمانوں کے خلاف تازہ جارحیت دراصل صلیبی یلغار ہے جو برسوں سے جاری

ہے ، ماضی میں مسلمانوں نے شام میں یہودیوں اور عیسائیوں کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا تھا ، یہ وہی شکست کا درد ہے ، جس کا انتقام انسانیت کے جھوٹے دعویدار معصوم بچوں کے قتل عام اور مظالم کی صورت میں لے رہے ہیں اور اب ملک شام کے شہر غوطہ کو کھنڈرات میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں ۔ دشمنانِ اسلام کی پوری کوشش ہے کہ تمام مسلم ممالک کو کھنڈرات میں تبدیل کر کے وہاں کے وسائل پر قابض ہو کر اپنے گھناؤنے عزائم اور اپنے بدترین نظام کا پرچم لہرا دیں، جس کی کامیابی کے لئے کفر تمام جدید ہتھیاروں سے لیس ہو کر عالمِ اسلام کے خلاف میدان میں آ چکا ہے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ملک شام کی سرزمین پر جو انسانیت سوز اور اخلاق سوز شیطانی کھیل کھیلا جارہا ہے، درحقیقت وہ سفاک وخونخوار درندوں سے بھی بدتر ہیں جنہوں نے انسانی تاریخ میں ظلم وبربریت، حیوانیت وشیطانیت کی ایسی بدترین تاریخ رقم کی ہے جس کی نظیر ملنی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے،جن اسلام دشمنوں کی ستمگری ، دھوکہ دہی ودغابازی نے ملک شام کے کمزور ونہتے، بے سروسامان مسلمانوں پر ایسے کوہ ظلم وستم ڈھائے کہ کوہستان بھی ریگستان میں تبدیل ہوگیا،افق عالم پر ستارے حیران وششدر رہ گئے کہ لوگ انسانیت کے نام پر خود انسانیت کا خون چوس رہے ہیں اور ماہتاب وآفتاب بھی ان کی چیرہ دستیوں، ستم رانیوں اور ریشہ دوانیوں پر انگشت بدنداں ہیں کہ یہ لوگ حکومت کے تخت پر جلوہ افروز ہو کر حکومتی اصول وقوانین کو بالائے طاق رکھ کر، عدل وانصاف کی چادر ہٹا کر اور انسانیت کے سبق کو بھلا کر مسلمانوں کا نام ونشان تک جریدہ عالم سے مٹانے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں جس سے چشم فلک بھی آنسو بہانے پر مجبور ہے، آسمان پر اندھیرا سا چھا گیا ہے اور زمین پر خود انسانیت سرمشار ہو چکی ہے۔ جہاں تک مسلم حکمرانوں کی بے حسی دیکھنے میں آرہی ہے اور چالیس ممالک کی اتحادی فوج بھی کچھ کرتی نظر نہیں آرہی تو دوسری طرف نام نہاد حقوق انسانی کی علمبردار تنظیمیں بھی مصنوعی اپیلوں سے مسلم امہ کو گمراہ کررہی ہیں۔

ان مظالم کی ضد میں صرف شام نہیں بلکہ اگر پورے عالم اسلام پر ایک نظر ڈالی جائے تو شام سمیت کئی اسلامی ممالک ظلمت آگیں وناگفتہ بہ اور جاں گسل حالات سے دوچار ہیں اور امت اسلامیہ کا ہر فرد بے چین وبے قرار ہے، ان کے چہروں پر مایوسی وناامیدی کا گرد وغبار پڑا ہوا ہے، ان کے ماتھے ذلت ورسوائی سے داغدار ہیں،ان کے سروں پر ناامیدی ومجبوری کے گہرے بادل چھائے ہوئے ہیں،مختصر یہ کہ آج یہ امت انتہائی سنگین وآزمائشی دور اور ایسے کربناک والم ناک حالت سے گذر رہی ہے کہ تاریخ نے اپنی پوری زندگی میں اب تک ایسے حالات کا سامنا کیا ہے اور نہ آئندہ کرے گی۔ان نامساعد حالات،

شکست خوردہ و ہزیمت یافتہ جذبات واحساسات کی حالت زار کا سبب اگر صرف زمانے کی چیرہ دستیوں اور دشمنوں کی جعل سازیوں کو قرار دیا جائے اور عالم اسلام دشمن واستعمار پسند طاقتوں کی فریب کاریوں کا ماتم کیا جائے تو یہ بزدلانہ اور بیوقوفانہ رویہ ہونے کے ساتھ مردہ قوموں کا شعار لگتا ہے کیوں کہ ایک طرف مسلم قائدین کی غفلت پروری، شکم سیری اور عیش وتنعم میں بسر ہوتی زندگی اور اپنے احساس ذمہ داری سے لاپرواہی کارفرما ہے تو دوسری طرف ہم سے ایسے اعمال وافعال سرزد ہورہے ہیں جن سے ہماری ایمانی کمزوری ودینی لاچاری، بے بسی وبے حسی، کم علمی وکم ظرفی کی جھلک صاف نظر آتی ہیں۔ کفر تمام لشکروں کے ساتھ عالمِ اسلام کے خلاف ہر سطح پر میدانِ جنگ میں اتر چکا ہے مگر ۵۷/اسلامی ممالک کے حکمرانوں کی مردہ دلی اور بے غیرتی کی حالت یہ ہے کہ ظالموں کے خلاف ایک لفظ تک بولنے کیلئے تیار نہیں ہیں، فلسطینی مظلومیت کی زندگی گزار رہے ہیں، افغانستان تباہ ہوگیا، عراق تباہ ہوگیا، لیبیا کھنڈرات میں تبدیل ہوگیا، یمن تباہی کے دہانے پر ہے، ملک شام خاک وخون میں لت پت ہے، اب انتظار کیجئے کہ اس کے بعد کس ملک کی باری آتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ کفر اسلام کے مقابلے میں جنگ کا اعلان کر چکا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلمانوں کی صفوں سے کون نکل کر دنیائے کفر کے بڑھتے پنجوں کو توڑتا ہے اور شام کی مقدس سرزمین پر جاری ظلم وستم اور خونریزی کے سدِ باب کے لئے کون اپنا کردار ادا کرتا ہے؟

یاد رہے کہ شہرِ غوطہ انبیاءؑ، صحابہؓ، صلحاءؒ اور مجاہدین عظامؒ کی سرزمین ہے، اس ملک کی بے شمار فضیلتیں ہیں، کئی احادیث ملک شام کی اہمیت وفضیلت سے متعلق موجود ہیں، قرآن پاک کے سورہ اسرا میں ہے کہ مسجدِ اقصیٰ اور اس کے اردگرد اللہ تعالیٰ نے بے شمار برکتیں رکھی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملکِ شام حشر کی سرزمین بھی ہے لیکن وہ بابرکت زمین انسانی خون سے لت پت ہوچکی ہے اور آج بھی وہ زمین پھر سے نور ونکہت کی جلوہ گاہ، مقام رحمت وبرکت اور موسم بہار کی فضاؤں سے معطر ہونے کیلئے کسی ولی کامل، اخلاص وعمل کا پیکر سلطان صلاح الدین ایوبی اور جانباز وبہادر، اللہ پر یقین کامل کا حامل محمد بن قاسم جیسے اللہ کے شیروں کی منتظر ہے، لیکن کیا کیجئے اس نازک صورت حال کے پیش نظر دور دور تک ایسا مسلمانوں کا دردمند وفکر مند قائد ورہنما نظر نہیں آتا اور نا ہی امید کی شمع فروزاں ہوسکتی ہے۔ ان دل شکستہ حالات میں مسلم حکمرانوں، سیاسی زعماء اور عالمی برادری سے یہی اپیل کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی ذمے داریوں کا احساس کرتے ہوئے شام کی خانہ جنگی کے خاتمے میں اپنا کردار ادا کریں اور پُرامن بقائے باہمی کے اصولوں کے مطابق تمام شامی باشندوں کو اپنے ملک میں امن وامان کے ساتھ زندہ رہنے کا موقع فراہم کریں۔

(قسط۶۲) مرتب : مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ذاتی ڈائری

۱۹۸۴ء۔۱۹۸۵ کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ و اقارب، اہل محلّہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

شیخ الحدیث دامت برکاتہم کا دارالعلوم مجددیہ مانکی میں مسجد کی بنیاد رکھنا

مئی کے اوائل میں دارالعلوم مجددیہ تجوید القرآن کی جامع مسجد کی بنیاد رکھنے کے سلسلہ میں مولانا غریب اللہ صاحب فاضل دیوبند کی دعوت پر مانکی تشریف لے گئے۔آپ کی آمد کی اطلاع چونکہ تمام علاقے میں پھیل گئی تھی۔علماء فضلاء اور مخلصین کا بے پناہ ہجوم تھا۔سب حضرت کو ایک نظر دیکھنے کے لئے بے تاب تھے۔ بعد نماز عصر مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور مغرب کو واپسی ہوئی۔

شیخ الحدیث والد ماجد کا شبقدر میں تین فضلاء حقانیہ کی دستار بندی میں شرکت

۱۱رمئی ، دارالعلوم حقانیہ کے تین نوجوان فضلاء کرام مولانا عبدالبصیر شاہ ،مولانا عطا الرحمٰن اور مولانا عزیز الرحمٰن صاحبان کی دستار بندی کا پروگرام تھا ، جس کی تقریب شب قدر میں ہونی تھی۔ اشتہارات کے ذریعہ حضرت کی آمد کی اطلاع دی گئی تھی دور دراز سے لوگ بسوں اور ویگنوں کے ذریعہ پہنچے تھے تقریباً پورا علاقہ امڈ آیا تھا۔ بے پناہ ہجوم تھا۔ وہی اپنے کو خوش نصیب سمجھ رہا تھا جس نے زائرین

ومخلصین کے بے پناہ اژدہام میں حضرت کو ایک نظر دیکھنے کی راہ نکال دی۔ حضرت کی طبیعت میں اس دن کافی انبساط تھا عصر کی نماز کے بعد دستار بندی شروع ہوئی اس کے بعد والد ماجد کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کر کے سنایا گیا، جس میں باوجود ضعف و نقاہت کے آپ کی تشریف آوری پر کلمات سپاس کے علاوہ اس بات کا ذکر بھی تھا کہ یہ علاقہ مجاہد اعظم حضرت حاجی صاحب ترنگزئی کا مسکن رہا ہے، آپ کی تشریف آوری سے حضرت حاجی صاحب مرحوم کی روح کو یقیناً خوشی محسوس ہوگی اور مستقبل کا مورخ اس روحانی قران السعدین کو نہایت اچھے انداز میں خراج تحسین پیش کرے گا۔

(نوٹ: یہ سپاسنامہ پشتو زبان میں تھا اور احقر عرفان الحق کے ساتھ بحمدللہ تاحال محفوظ ہے، اس موقع پر جدی المکرّم کی تقریر محفوظ کی گئی جسے اب دعوات حق کی نئی چار جلدوں کے ایڈیشن میں شامل کی گیا ہے)

اس تقریب میں حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ، برادرم مولانا انوارالحق اور دیگر کئی اساتذہ دارالعلوم بھی حضرت کے ساتھ تھے۔

حقائق السنن شرح ترمذی جلد اول اور قادیانیت وملت اسلامیہ کا موقف کی اشاعت

۱۷ر رمضان المبارک: احقر کا حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی تقریر ترمذی ''حقائق السنن'' شرح اردو جامع السنن جلد اول کی طباعت کے سلسلہ میں لاہور جانا ہوا اور دس بارہ روز وہاں اسی سلسلہ میں مقیم رہا۔ بحمداللہ مساعی رنگ لائی اور کتاب طباعت کے مراحل سے گزر کر طبع ہو کر منظر عام پر آ گئی ہے۔ اس سفر میں مولانا عبدالقیوم حقانی اور جناب شفیق الدین فاروقی بھی ہمراہ رہے۔ قیام لاہور کے اسی عرصہ میں تحریک ختم نبوت کی اہم دستاویز ''قادیانیت اور ملت اسلامیہ'' کا مؤقف بھی شائع کروادی۔ والحمد اللہ علی ذلک

حضرت شیخ الحدیث دامت فیوضہم کی رمضان میں مصروفیات اور عیدالفطر کا خطاب

جولائی ۱۹۸۴ء: رمضان المبارک میں حضرت شیخ الحدیث صاحبکی صحت اچھی رہی روزے بھی رکھے اور اپنے گھر سے ملحق مسجد (دارالعلوم حقانیہ قدیم) تراویح میں مکمل قرآن سنا، تراویح اور قرآن مجید اس سال بھی حسب سابق برادرم حافظ انوارالحق صاحب سناتے رہے۔ اور 17,16 رمضان المبارک کی درمیانی شب کو ختم فرمایا۔ اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث صاحب نے مختصر خطاب بھی فرمایا۔ حاضرین کو دعاؤں سے نوازا۔ رمضان المبارک میں بھی حضرت روزانہ باقاعدگی سے دارالعلوم تشریف لاتے ہیں۔ صبح 9 بجے سے دو پہر ایک بجے تک دارالعلوم کے انتظامی اور دفتری امور میں مشغول رہے۔ عید الفطر کے موقع پر عید گاہ میں خطاب بھی فرمایا، جس میں اکوڑہ خٹک اور ملحقات سے 50-60 ہزار کے لگ بھگ لوگ شریک رہے

دارالعلوم حقانیہ میں دورہ تفسیر کا انعقاد

۲۲رمضان المبارک: اس سال 15 شعبان المبارک سے باقاعدہ طور ترجمہ قرآن مجید دارالعلوم کے اساتذہ مولانا مفتی غلام الرحمان اور مولانا عبدالقیوم حقانی نے پڑھایا، بعد میں مولانا شیر علی شاہ صاحب (فاضل حقانیہ حال مدینہ منورہ) بھی شریک تدریس ہوئے اور دس دس پاروں کا درس دیا۔ 23، رمضان المبارک کو دارالحدیث میں ختم ترجمۂ قرآن مجید کی تقریب منعقد ہوئی، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مختصر خطاب فرمایا اور اساتذہ کی طرف سے دئے جانے والے سندات تقسیم فرمائے۔

دارالحفظ کے طلبہ کا سہ روزہ شبینہ

۲۵رمضان المبارک: دارالحفظ کے طلبہ کا سہ روزہ شبینہ کا پروگرام ہوا۔ جس میں چھوٹے بڑے تمام طلبہ شریک ہوئے اور حصہ لیا، اہل محلّہ اور قرب وجوار سے آنے والے احباب کی ایک کثیر تعداد شریک رہی، طلبہ کے حفظ قرآن، تجوید وقرأت حیرت انگیز کارناموں سے متأثر ہوئے اور حظِ وافر حاصل کیا۔ بہت سے طلبہ کو حاضرین کی طرف سے انعامات بھی موصول ہوتے رہے۔

مولانا عبدالجلیل فاضل دیوبند کا عطیہ کتب

جناب مولانا عبدالجلیل صاحب سکنہ متھیال ضلع مانسہرہ، فاضل دیوبند جو حضرت شیخ الحدیث صاحب کے تلامذہ میں سے بھی ہیں، موصوف نے اپنی علالت اور ضعف کی وجہ سے ذاتی کتابوں کا وقیع ذخیرہ دارالعلوم کو وقف فرمایا۔ جو تقریباً ڈیڑھ سو ضخیم اور اہم کتابوں پر مشتمل ہے، انہوں نے یہ عطیہ اپنے گاؤں میں مولانا اعجاز حسین ناظم کتب خانہ دارالعلوم کے سپرد کیا

مولانا نور محمد ثاقب فاضل حقانیہ کا وفاق المدارس کے امتحانات میں اول آنا

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت 52 جامعات کے 989 طلبہ دورۂ حدیث کے سالانہ امتحان ۱۴۰۴ھ کے نتائج آ گئے۔ دارالعلوم حقانیہ کے مولوی نور محمد ثاقب رول نمبر 405 نے پورے وفاق المدارس میں اول پوزیشن حاصل کی (یاد رہے کہ موصوف افغانستان میں طالبان کی حکومت امارت اسلامی کے چیف جسٹس رہے۔عرفان الحق) اور مجموعی طور پر دارالعلوم کے تمام طلباء کا نتیجہ بہتر رہا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے طلباء کی محنت کو سراہا اور تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب میں مولوی نور محمد صاحب افغانی کو اہم دینی کتب کا ایک سیٹ بطور انعام عطا فرمایا۔

گورنر سرحد جنرل فضل حق کی آمد

۲۲راگست: صوبہ سرحد کے گورنر جناب لفٹنٹ جنرل فضل حق صاحب دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے،

افغان مہاجرین سے تعاون کے سلسلہ میں آسٹریلیا کی حکومت کی طرف سے ان دنوں جو مہمان آئے تھے، اوران کی آمد کی مناسبت سے حکومتی سطح پر دارالعلوم کے قریب واقع مہاجرین کیمپ میں تقریب منعقد ہونی تھی مگر عین موقعہ پر زوردار بارش کی وجہ سے جناب گورنر صاحب نے حضرت شیخ الحدیثؒ سے اجازت لے کر اس تقریب کو دارالعلوم حقانیہ منتقل کردیا، آسٹریلیا اور دیگر ملکی اور غیر ملکی مہمانوں کے ہمراہ گورنر سرحد تقریباً ٦ بجے دارالعلوم تشریف لائے۔ دارالحدیث میں حضرت شیخ الحدیث صاحب سے مصافحہ اور ملاقات کی جبکہ اس سے آدھ گھنٹہ قبل صوبہ بھر سے اعلیٰ آفیسرز، جہاد افغانستان کے اعلیٰ قائدین، مجاہدین اور دیگر معززین پہنچتے رہے اور دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث صاحب سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔

تقریب کا آغاز قاری محمد سلیمان صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جناب گورنر سرحد نے اپنی تقریر میں دارالعلوم حقانیہ کے تعلیمی معیار اور اسلامی خدمات کے سلسلہ میں بہترین کردار کو سراہا اور عین بارش کے موقع پر دارالعلوم کے تعاون (بصورت اجازت تقریب) پر حد درجہ تشکر وامتنان کے جذبات کا اظہار کیا اور کہا۔ ''میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں جن سے میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کا اس موقع پر تعاون اور انسانی ہمدردی کے تحت دارالعلوم میں تقریب کی اجازت مرحمت فرمانے پر شکر ادا کرسکوں''

شیخ الحدیث دامت برکاتہم کا خطاب

پاکستان اور دارالعلوم کا قیام ایک ساتھ ہوا ہے۔ اسلامی تعلیمات، قرآن وحدیث کی اشاعت، نظریہ پاکستان کے تحفظ، بقا اور استحکام میں دارالعلوم حقانیہ نے بنیادی کردار ادا کیا ہے، جناب گورنر صاحب جانتے ہیں اور یہاں تقریباً افغان مجاہدین کے تمام قائدین موجود ہیں اور سب جانتے ہیں کہ کراچی سے لے کر گلگت اور چترال تک اور وہاں سے لے کر درہ خیبر تک ہر قسم کی سیاسی وسماجی خدمت اور افغانستان میں جنگ کے محاذوں پر جو جہاد ہو رہا ہے اس میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء بھی پیش پیش ہیں جو روسی دشمن کے لئے ننگی تلوار بن چکے ہیں۔ آج خدا تعالیٰ نے بارش برسادی اور مجاہدین ومہاجرین سے تعاون کے سلسلہ کی اس تقریب کو دارالعلوم میں منعقد ہونے کے غیبی اسباب پیدا فرمادئے۔ ہمیں افغان مجاہدین سے دلی ہمدردیاں ہیں۔ آخر میں حضرت شیخ الحدیث نے افغانستان مہاجرین کو پناہ دینے اور انکے مسائل سے دلچسپی کے سلسلہ میں حکومت پاکستان کی مساعی کو سراہا اور اس سلسلہ میں اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ جب تقریب ختم ہوئی تو جناب گورنر اور دیگر معزز مہمانوں نے میری عدم موجودگی کی وجہ سے برادرم مولانا انوارالحق اور مولانا عبدالقیوم حقانی کی معیت ورہنمائی میں دارالعلوم حقانیہ کے مختلف شعبہ جات دیکھے درس گاہیں، مطبخ، کتاب خانہ، دفاتر، تعلیمی کوائف اور شعبہ جات سے متعلق میں دلچسپی لی اور حد درجہ

محظوظ ہوئے ، واپسی پر دوبارہ دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث کے پاس حاضر ہوئے اور دارالعلوم سے متعلق اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔

رہائش کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے طلباء کی دارالعلوم میں داخلہ سے محرومی

۱۰ شوال سے دارالعلوم کا نیا تعلیمی سال شروع ہوا اور ۱۷رشوال تک طلبہ کا داخلہ جاری رہا۔ اس کے بعد جب دارالاقاموں کے علاوہ شہری مساجد میں بھی طلبہ کے قیام کی گنجائش باقی نہ رہی تو مزید عمومی داخلہ بند کردیا گیا۔طلبہ دور دراز سے آتے رہے مگر افسوس کہ عدم گنجائش کی وجہ سے دارالعلوم میں تعلیم وتربیت کی سعادت سے محروم رہے۔

دارالحفظ میں بھی یہی صورت حال رہی ایک سو سے زائد طلبہ کو چار اساتذہ کی زیرنگرانی داخلہ دیا جاسکا دارالاقاموں میں مزید گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے روزانہ دسیوں طلبہ کو واپس کیا جارہا ہے۔

حکیم عبدالرحیم اشرف، بریگیڈیئر گلزار، سعودی طلبا کے وفد اور افغان علماء ومشائخ کا ورود:

۸راگست کو مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب فیصل آباد، جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا اور جناب بریگیڈیر گلزاراحمد صاحب ظہر کے بعد دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ بیٹھک میں والد ماجد سے ملاقات کی جو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی، ان ہی دنوں وفاقی شرعی عدالت کے تحت لاہور میں مرزائیت کا کیس چل رہا تھا۔حضرت شیخ الحدیث نے مولانا عبدالرحیم اشرف کو دیکھتے ہی فرمایا کہ میرا تو خیال تھا کہ ان دنوں آپ تحفظ ختم نبوت کا سلسلہ میں لاہور میں مقیم ہوں گے مگر آپ تو یہاں پھر رہے ہیں پھر اسی سلسلہ میں اہم امور پر تبادلۂ خیال ہوا۔

سعودی طلبہ اور افغان علماء مجاہدین کے وفود کی آمد

۱۰راگست: مدینہ یونیورسٹی (سعودی عرب) کے طلبہ کا ایک وفد دارالعلوم آیا جن کی راہنمائی سعودی عرب میں زیرتعلیم پاکستانی طلبہ کررہے تھے۔ دارالعلوم کی تعلیمی کارکردگی ،اساتذہ کی تربیت وسادگی اور طلبہ کے اخلاق سے حد درجہ متاثر ہوئے۔ دارالعلوم کے تمام شعبہ جات کو تفصیل سے ملاحظہ کیا۔ بعد العصر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ہاں ان کی مسجد (قدیم دارالعلوم حقانیہ) میں ملاقات کی۔ دارالعلوم سے متعلق مسرت اور فرحت وانبساط سے بھرپور جذبات کا اظہار کیا عشاء کے قریب وفد کی واپسی ہوئی۔

۲۳راگست: افغان مشائخ اور علماء کی ایک جماعت وفد کی صورت میں دارالعلوم حقانیہ تشریف لائی، جہاد افغانستان، مجاہدین میں اتحاد اور اس کو مزید مستحکم کرنے کے سلسلہ میں احقر سے دفتر الحق میں ملاقات کی جو تقریباً دو گھنٹے جاری رہی۔ جہاد افغانستان کی موجودہ صورت حال کے علاوہ کئی اہم امور زیر بحث آئے۔ تقریباً ساڑھے بارہ بجے وفد کے ارکان نے میرے ساتھ جا کر حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم سے دفتر

اہتمام میں ملاقات کی، جہاں معزز مہمانوں کو ضیافت دی گئی، شیخ الحدیثؒ سے بھی اہم مذاکرہ ہوا۔ دونوں جگہوں کے مذاکرہ اور گفتگو کو مولانا عبدالقیوم حقانی نے قلم بند کرلیا ہے۔

مجلس شوریٰ دارالعلوم حقانیہ کا بجٹ اجلاس

دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس درالعلوم کے لائبریری ہال میں زیر صدارت حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب راولپنڈی منعقد ہوا جس میں ملک کے دور دراز حصوں سے دارالعلوم کے ارکان نے شرکت کی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ کے ضعف کی وجہ سے حسبِ سابق احقر نے بجٹ پیش کیا جس میں دارالعلوم کے تمام شعبوں کی کارگذاری اور آمد و خرچ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی تھی۔ احقر نے سال رواں کے اخراجات کیلئے 15، لاکھ چھیاسی ہزار سات سوتیس روپے کا میزانیہ پیش کیا، سالِ گذشتہ دارالعلوم کی مختلف مدات پر دس لاکھ 61ہزار پانچ سو انتیس روپے پچاس پیسے خرچ ہوئے بجٹ اجلاس میں ارکان نے دارالعلوم کی ترقیاتی سکیموں پر کھل کر اظہار خیال کیا۔ دارالعلوم کے مثالی اور متوازن بجٹ کو سراہا۔ اجلاس نے ملک وملت کے بعض مشاہیر علم وفضل دارالعلوم کے بعض اساتذہ وارکان اور ناظم مولانا سلطان محمود کی وفات پر اظہار تعزیت کیا۔ اجلاس کے آغاز میں حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے علوم دین کی اشاعت اور مدارس عربیہ کی اہمیت پر بصیرت افروز خطاب فرمایا اور دارالعلوم کے تمام اراکین ومعاونین کیلئے دعا کی۔

عیدالاضحیٰ کا خطاب

الحمد للہ کہ اس بار عید الاضحیٰ کے موقعہ پر شیخ الحدیث مدظلہ کی صحت بہتر تھی حسبِ معمول اکوڑہ وملحقات سے آنیوالے سینکڑوں مخلصین وحاضرین کے ایک بہت بڑے مجمع سے خطاب فرمایا اور عید کے موقع پر کثرت سے آنیوالے عقیدت مندوں اور اضیاف سے مصافحہ وملاقات کرتے رہے۔

والدہ محترمہ کے لئے حج بدل کرنا

۲۹/اگست ۱۹۸۴ء کو احقر کی سفر حج پر روانگی ہوئی دارالعلوم کی مسجد میں اساتذہ وطلباء اور حضرت شیخ الحدیث صاحب نے مخلصانہ دعاؤں کیساتھ رخصت کیا۔ ۲۲/ستمبر کو طلبہ واساتذہ اور مخلصین کے انتظار کے باوجود پیشگی اطلاع کئے بغیر اچانک نماز مغرب کے بعد واپسی ہوئی۔ یہ حرم شریف کا سفر مبارک بیمار اور ضعیف والدہ ماجدہ کی طرف حج بدل کے طور پر تھا، اللہ تعالیٰ قبول فرماوے، امین بجاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اہلیہ مولانا مسرت شاہ کی رحلت اور شیخ الحدیث کا جنازہ پڑھانا

۱۰ستمبر ۱۹۸۴: دارالعلوم کے قدیم معاون ومحسن اور مجلس شوریٰ کے رکن مولانا مسرت شاہ صاحب کاکاخیل

کی اہلیہ محترمہ اور مولانا میاں عصمت شاہ صاحب فاضل حقانیہ وغیرہ کی والدہ کا انتقال ہوا۔ نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث صاحب نے انکے آبائی گاؤں راحت آباد سرڈھیری پشاور میں پڑھایا۔ مرحومہ کیلئے دعاء مغفرت اور پسماندگان کو صبر کی تلقین کی ، مولانا انوارالحق بھی آپ کے ہمراہ رہے۔

عالم اسلام کے دواسکالروں سے قصاص ودیت کے موضوع پر مجلس مذاکرہ

4/اکتوبر: دیت وقصاص کے مسئلہ پر صدر پاکستان کی خواہش پر عالم اسلام کے مشہور محقق علماء ڈاکٹر مصطفیٰ احمد الزرقاء شام اور سعودی عرب کے ڈاکٹر معروف الدوالیبی کے ساتھ ایک مجلس مذاکرہ ہوا۔ جس میں پاکستان سے مختلف مکاتبِ فکر کے چند علماء نے حصہ لیا۔ احقر کو بھی اس میں دعوت دی گئی تھی ۔ میں نے قصاص ودیت کے موضوع پر مجلس مذاکرہ میں وہی موقف اختیار کیا جس کی ترجمانی شوریٰ میں اختیار کی تھی اور بحمدللہ تمام علماء نے عرب علماء پر واضح کیا کہ اجماعی اور واضح طے شدہ مسائل میں نہ تو اجتہاد کے لئے گنجائش ہوسکتی ہے نہ کسی کے شخصی تاویل وتحقیق سے شریعت کے مسائل تبدیل کئے جاسکتے ہیں ۔ یہ اجلاس جو مرکزی وزیر حج واطلاعات راجہ ظفرالحق صاحب کی صدارت میں پانچ گھنٹے جاری رہا صدر پاکستان کے گیسٹ ہاؤس میں منعقد ہوا۔

اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں دعوت تبلیغ کے موضوع پر میٹنگ

10/اکتوبر: اسلامی یونیورسٹی واقع فیصل مسجد اسلام آباد کی اہم میٹنگ میں شرکت کی ، یہ اجلاس ملک وبیرون ملک اسلام کی دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں ایک پروگرام اور لائحہ عمل مرتب کرنے کے سلسلہ میں بلایا گیا تھا۔

ربوہ (چناب نگر) ختم نبوت کانفرنس میں شرکت

12، اکتوبر: احقر قادیانیوں کے عالمی مرکز ربوہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقدہ 13,12 اکتوبر میں شرکت کی غرض سے احقر کا ربوہ جانا ہوا ۔ جاتے ہوئے راستہ میں تحریک خدام اہلسنت والجماعت کے بانی وامیر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور ممتاز نقشبندی بزرگ مولانا حافظ غلام حبیب صاحب اور ان کے صاحبزادہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب سے چکوال میں ملاقاتیں کیں۔ بعد ازاں ان کے ادارے سرسری طور پر دیکھے 6 بجے شام ربوہ پہنچا ۔ اسی روزرات کے اجلاس میں ساڑے دس بجے مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس کے ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کیا۔ دوسرے روز صبح ربوہ میں مسلمانوں کے تعلیم الاسلام کالج کا معائنہ کیا۔ جہاں کالج کے پرنسپل اور اساتذہ کے سٹاف نے ناچیز کو خوش آمدید کہا۔ کالج کی جامع مسجد کے معائنہ کے بعد پرنسپل سے کالج کے کئی اہم مسائل اور مسلمان سٹاف کو درپیش مسائل پر تبادلۂ خیال ہوا۔ پرنسپل صاحب ایک حد درجہ مخلص دین کے خادم اور فرض شناس انسان ہیں ۔ ان کی

بہترین کارکردگی اور ادائیگی فرض میں جان کوشی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

اسی روز ربوہ کی جامع مسجد احرار بھی جانا ہوا۔ مسجد احرار کے خطیب مولانا اللہ یار راشد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ یہ وہی مولانا اللہ یار ہیں جن پر پچھلے دنوں مرزائیوں نے قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ ربوہ میں کھلا تفریحی چکر بھی لگایا۔ مرزائیوں کی عبادت گاہ اقصیٰ، قصرِ خلافت، بہشتی مقبرہ اور گول بازار وغیرہ میں خوب آزادی سے گھوم پھر کر ریلوے اسٹیشن کی جامع مسجد محمدیہ اور جامع مسجد ختم نبوت پہنچا۔ اس دورہ میں مولانا محمد شریف صاحب جالندہری جنرل سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان میرے ہمراہ رہے۔ ان ہی کے تعارف و رہنمائی میں یہ پروگرام انجام پذیر ہوا۔ شفیق فاروقی بھی ہمسفر رہا۔

اتحاد مجاہدین افغانستان کمیٹی میں شرکت

17/اکتوبر: افغان مجاہدین کے مختلف گروپوں میں اتفاق واتحاد کے سلسلہ میں پورے عالمی سطح پر کوششیں شروع ہوگئی ہیں، اسی سلسلہ میں امام کعبہ جناب عبداللہ بن سبیل اور ان کے ہمراہ جناب ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف جنرل سکریٹری رابطہ عالم اسلام اور شیخ عبداللہ الزاہد سابق وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی اور کویت وعرب امارات کے بعض اہم ذی اثر افراد کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ اس کمیٹی میں عالم عرب کے مذکورہ افراد کے علاوہ پاکستان کے چار افراد بھی شامل کئے گئے ہیں، جن میں ایک نام احقر (سمیع الحق کا ہے۔ اس کمیٹی کے اراکین پشاور تشریف لائے، اور پشاور میں اس کے مسلسل کئی روز تک اجلاس جاری رہے۔ جن میں احقر بھی شریک رہا اور مختلف افغان زعماء سے کمیٹی نے ملاقاتیں کیں اتحاد کے ان مساعی کا یہ سلسلہ جاری رہے گا اور مذکورہ کمیٹی کے بہت جلد پھر اجلاس ہونگے

حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کی آمد اور قدیم مسجد حقانیہ میں درس قرآن دینا

20/اکتوبر: نظام العلماء پاکستان کے امیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ شیخ الحدیث قبلہ والد صاحب سے ان کے دولت خانہ پر ملاقات کی، حضرت درخواستی صاحب کی آمد کا سن کر دور دراز سے مہمان آئے ہوئے تھے۔ دارالعلوم حقانیہ قدیم (حضرت شیخ الحدیث کے گھر کے ساتھ والی مسجد) کھچا کھچ بھر چکی تھی۔ حضرت درخواستی نے نماز جمعہ سے قبل درس دینا تھا، ان کی تقریر سے پہلے مولانا عبدالقیوم حقانی نے اکابر علماء دیوبند کی دارالعلوم حقانیہ کی سرپرستی، خصوصی توجہات وتعلقات پر روشنی ڈالی اور اضیاف کی تشریف آوری پر حضرت شیخ الحدیث اور دارالعلوم کے اساتذہ وطلبہ کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کیا۔ 40 منٹ کے درس قرآن کے بعد حضرت درخواستی نے نماز جمعہ پڑھائی اور عصر کی نماز تک حضرت

شیخ الحدیث کے ساتھ رہے، نماز کے بعد واپسی ہوئی۔

جرمن صحافی ارٹون کیمپل کی آمد

ایک جرمن سیاح صحافی اور وہاں کے ایک جریدہ کے نمائندہ جناب ارٹون کیمپل، دارالعلوم دیکھنے اور اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کی غرض سے دارالعلوم حقانیہ آئے۔ دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات کی اور معلومات حاصل کیں۔ دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات دیکھ کر بے حد محظوظ اور متاثر ہوئے۔ بعدازاں احقر کے ہاں دوپہر کا کھانا کھایا، جاتے ہوئے دارالعلوم کے بارے میں اچھے تاثرات اور نیک جذبات کا اظہار کیا۔

ڈاکٹر مصلح الدین (مشیر تعلیم) کی آمد

21/ اکتوبر: صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے مشیر تعلیم جناب ڈاکٹر مصلح الدین صاحب دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، حضرت شیخ الحدیث والد محترم سے دفتر اہتمام میں ملاقات کی اور دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات دیکھے۔ گھنٹہ دو قیام کے بعد واپسی ہوئی۔

سعودی ادارہ بحوث علمیہ اور مولانا محمد عظیم کا کتب خانہ کیلئے کتابوں کا عطیہ

سعودی عرب کے ادارہ بحوث علمیہ دارالافتاء کی جانب سے دارالعلوم حقانیہ کے کتب خانہ کے لئے اہم کتابوں کا ایک گرانقدر عطیہ موصول ہوا جس میں شرح السنہ للبغوی، المغنی لابن قدامۃ بذل المجھود فتاویٰ ابن تیمیہ (37 جلدوں میں) نیل الاوطار اور ان جیسی دیگر کئی اہم کتابیں شامل ہیں۔ اسی طرح مولانا محمد عظیم صاحب سکنہ برہ زئی چھچھ کی جانب سے کچھ کتابوں کا اہم ذخیرہ بھی دارالعلوم کو موصول ہوا جسے ناظم کتب خانہ نے جا کر وصول کیا۔ مولانا محمد عظیم صاحب حضرت والد ماجد کے دیوبند جانے سے قبل دور کے تلامذہ میں سے ہیں، خداوند تعالیٰ مولانا موصوف کا یہ صدقہ تا قیامت جاری رکھے۔

دارالعلوم کا سہ ماہی امتحان اور اس کی تیاری کے لئے طلبہ کا دلکش سماں

27/ اکتوبر: دارالعلوم کے سہ ماہی تقریری وتحریری امتحانات کا انعقاد ہوا جو ہفتہ بھر جاری رہے۔ امتحانات سے دو روز قبل امتحان کی تیاری کے لئے اسباق بند کردئے گئے۔ طلبہ ایک ماہ قبل سے امتحانات کی تیاری کے لئے بڑے ذوق وشوق سے مطالعہ، تکرار اور قابلِ رشک محنت میں لگے رہے۔

مسجد، دارالحدیث اور درس گاہیں رات گئے تک محنت وتکرار اور حفظ اسباق کا شوروغل ناظرین کے لئے دلکش سماں پیش کرتے تھے، امتحان کے دنوں میں طلبہ کو مختلف ہالوں میں بٹھایا گیا۔ انتظامیہ اور

دارالعلوم کے اساتذہ نے پوری توجہ سے امتحانات کی نگرانی کی۔

خوش مقام تاروجبہ کے دینی اجتماع میں شرکت

30 اکتوبر کو میں نے تحصیل نوشہرہ کے قصبہ خوش مقام میں علاقہ بھر سے آئے ہوئے مشائخ وعلماء اور معززین کا ایک عام اجتماع منعقد ہوا۔ مجھے مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ 10 بجے جانا ہوا تو سڑک سے خوش مقام تک مختلف مقامات پر علاقہ بھر سے آئے ہوئے مخلصین ومعتقدین نے جگہ جگہ جھنڈیاں لے کر ناچیز کا استقبال کیا۔احقر نے اجتماع سے خطاب بھی کیا۔

تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع

31/اکتوبر تا 2 نومبر: عالم اسلام کی ہمہ گیر اور عالمی تحریک تبلیغ (تبلیغی جماعت) کا رائے ونڈ میں سالانہ اجتماع ہوا۔ 31، اکتوبر سے دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ کے قافلے باقاعدہ طور پر جماعتی شکل میں رائے ونڈ کے تبلیغی اجتماع میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔ یکم نومبر بروز جمعہ احقر سمیع الحق اور برادرم مولانا انوارالحق اور کئی اساتذہ کرام کی اجتماع میں شرکت کی غرض سے لاہور کو روانگی ہوئی۔

اسی سال بھی حسبِ سابق اجتماع کے انعقاد سے دوروز قبل اور دوروز بعد ضلع دیر، چترال،سوات اور قریبی اضلاع نوشہرہ اور پشاور کے تبلیغی جماعت کے قافلے در قافلے دارالعلوم میں جاتے ہوئے رُکتے رہے، دارالعلوم کی وسیع جامع مسجد کو اپنی تنگ دامنی کا شکوہ رہتا، نماز کی کئی کئی جماعتیں ہوتی رہیں، مسجد کے مشرقی جانب برآمدے، طلبہ کے ہاسٹلوں کے احاطے اور درسگاہیں اور صحن میں بھی نماز کی جماعتیں ہوتی رہیں۔

دارالعلوم کی انتظامیہ نے بھی مہمانوں کی شرکت اور ہجوم کی وجہ سے ان کی سہولت کیلئے جگہ جگہ روشنی، پانی اور رہنمائی کا انتظام کیا تھا۔ اساتذہ اور طلبہ کی بعض جماعتیں اخلاقی طور پر مہمانوں کی رہنمائی کی خدمت انجام دیتی رہیں۔

حضرت علی میاں کا والد ماجد کی تقریر ترمذی حقائق السنن کے لئے دیباچہ

عالم اسلام کے برگزیدہ شخصیت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی سے والد ماجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے افادات ترمذی حقائق السنن کے دیباچہ مقدمہ کے لئے احقر نے عرض کیا تھا، موصوف نے بکمال عنایت دیباچہ تحریر فرمایا جو بروقت موصول نہ ہوسکا اور کتاب شائع ہوگئی ہے جسے ان شاء اللہ آئندہ کے ایڈیشن میں شامل کیا جائیگا۔ جزاء ہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

مولانا رحیم اللہ بادشاہ اضاخیل کی والدہ کی رحلت اور شیخ الحدیث کا جنازہ پڑھانا

2رنومبر کو اضاخیل بالاتحصیل نوشہرہ کے مولانا رحیم اللہ بادشاہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ مرحومہ کے دونوں صاحبزادے دارالعلوم کے قابل قدر فضلاء ہیں ، مرحومہ کا خاندان حضرت شیخ الحدیث صاحب کی قریبی احباب عشاق، جان نثاروں اور دارالعلوم کے مخلصین میں سے ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب نے ضعف کے باوجود اضاخیل جا کر نماز جنازہ پڑھائی ، پسماندگان کو تسلی دلائی اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔

مولانا ابوزر بخاری ، مولانا محمد بنوری اور برما کے مولانا احمد سعید کی تشریف آوری

3رنومبر: مولانا سید ابوذر عطاء المنعم بخاری فرزند امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ دارالعلوم تشریف لائے ، شیخ الحدیثؒ سے ملاقات کی ، رات کا قیام دارالعلوم میں رہا۔ مولانا محمد بنوری صاحبزادہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ دارالعلوم تشریف لائے ۔ حضرت شیخ الحدیث سے دفتر اہتمام میں ملاقات کی اور کراچی کے حالات پر تبادلہ خیال کیا۔ اسی طرح 2 نومبر کو برما سے مولانا احمد سعید تشریف لائے ۔ حضرت والد ماجد صاحب سے ملاقات کی اور وہاں کے مسلمانوں کے مذہبی حالت زار سے متعلق افسوسناک حالات بیان کئے

موتمر عالم اسلامی صوبائی کونسل ، حج کانفرنس میں شرکت

14رنومبر: احقر نے پشاور میں موتمر عالم اسلامی کی صوبائی کونسل میں شرکت کی اور خطاب بھی کیا۔ اس سے قبل صوبائی وزیر مذہبی امور کی طلب کردہ علماء کی میٹنگ میں اسلامی نظام کا نفاذ کے سلسلہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

18,17 نومبر کو آپ نے اسلام آباد میں منعقدہ حج کانفرنس میں شریک ہوا اور کمیٹی نمبر1 کی شکل میں اپنی تجاویز ومشورے پیش کئے ، اس اجتماع میں صدر پاکستان نے بھی شرکت کی ۔

حاجی غلام محمد مرحوم رکن تاسیسی شوریٰ حقانیہ کی رحلت

18رنومبر: دارالعلوم حقانیہ کے اولین مخلصین اراکین مجلس عاملہ میں جناب الحاج غلام محمد صاحب اکوڑوی انتقال فرماگئے ۔ مرحوم حضرت شیخ الحدیث کے اولین رفقا اور دارالعلوم کے مخلص کارکن اور خدام میں سے تھے دوسرے روز صبح ساڑھے نو بجے دارالعلوم کے قبرستان میں ان کی تدفین ہوئی۔

مولانا سید اسعد مدنی کی آمد اور خطاب

3ردسمبر: حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ کے جانشین وفرزند رشید صدر جمعیت علماء ہند مولانا محمد اسعد پاکستان تشریف لائے تو حسب معمول دارالعلوم بھی قدم رنجہ فرمایا۔ آمد سے قبل احقر مولانا

کی ملاقات کے لئے سخاکوٹ مولانا عزیز گل صاحب اسیر مالٹا کے ہاں حاضر ہوا۔مولانا موصوف کا آج رات کا قیام ان کے ہاں تھا جہاں میں نے مولانا اسعد مدنی اور اسیر مالٹا مولانا عزیز گل صاحب سے ملاقات کی۔ دوسرے روز مولانا اسعد مدنی حضرت والد ماجد بزرگوارم کی عیادت کی غرض سے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ۔ دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث صاحب سے ملاقات کی اور دارالحدیث میں اساتذہ وطلبہ کے اجتماع سے خطاب بھی فرمایا جو کچھ یوں تھا:

''حضرت استاد محترم، بزرگو اور بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جہاں ان گنت بے انتہا اور بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔اپنی مخلوقات میں اشرف المخلوقات صرف انسان کو بنایا ہے، اگر اس کی مہربانی نہ ہوتی ،مٹی، پتھر، درخت جانور، گدھا، کتا، بلی، سانپ، بچھو جو چاہتا بنا سکتا ہے۔اللہ سے ہماری یا آپ کی قدرت اور طاقت اور زبردستی نہیں تھی۔ کہ ہم اپنے آپ کو انسان ہی بنوا لیتے ۔پھر انسان بنا کر اندھا نہیں بنایا آنکھیں دیں، بہرہ نہیں بنایا، کان دیئے، گونگا نہیں بنایا، زبان دی، ہاتھ، پاؤں، دل، دماغ، معدہ، جگر اور ان گنت نعمتیں عطافرمائیں۔جن میں سے ہر نعمت انمول ہے، ساری دنیا حکومت، طاقت سب کچھ دے کر بھی ایسی کوئی نعمت کہیں سے خریدی نہیں جاسکتی۔ پھر ان سب نعمتوں سے عظیم الشان نعمت یہ ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے ایمان مقدر کیا۔ایسا گھر، ماں باپ، ماحول عطا کیا کہ بغیر کسی محنت، مجاہدے، مشقت اور قربانی کے ایمان کی دولت ملی۔اگر کسی کافر کے گھر پیدا کر لیتا تو ایمان حاصل کرنے کی توفیق ہوتی یہ کوئی گارنٹی نہیں ہے، اس کا فضل ہے کہ اس نے ایمان عطافرمایا۔ پھر ایماندار ہونے کے بعد اپنے فضل وکرم سے آپ کو اس کام کے لئے منتخب کیا کہ آپ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے علوم کو حاصل کرنے اور اس کے راستے میں اپنی زندگی لگانے کے لئے آمادہ ہوں اور ایسے مراکز میں پہنچے یہ کام جس میں آپ یہاں بحیثیت طالب علم موجود ہیں۔ یہ وہ کام ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار سرکار دوعالم ﷺ کو دنیا میں بھیجا۔اللہ نے دنیا والوں کی ہدایت کے لئے دین نازل فرمایا۔اور اس دین کو پہنچانے کے لئے عمل پیرا کرانے کے لئے عمل کر کے دکھانے کیلئے آقائے نامدار سرکار دوعالم ﷺ کو آخری نبی ﷺ بنایا۔آپ جس دین کے داعی پیغامبر اور عادل بن کر کے دنیا میں تشریف لائے، اسی کے حاصل کرنے اور پہنچانے کے لئے آپ یہاں آئے یہ مقام جس کے لئے آپ یہاں ٹریننگ اور علم حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں طالب علم کے طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ملا ہے اس کو غنیمت سمجھنا چاہیئے اور اس فرصت کو، موقع کو سہولتوں کے پیش نظر یا دنیا کو دیکھ کر ضائع نہیں کرنا چاہیئے اگر یہاں آپ آکر آرام طلبی میں مبتلا ہوجائیں اور مشقت، مجاہدہ، محنت اور خلوص کی منزل سے دور ہوجائیں۔تو یہ آپ کا ضائع ہوجانا ہے۔ یاد رکھئے طلب کمال کی

منزلوں سے آپ گذر رہے ہیں ۔اس وقت اگر آپ نے سستی ، تہاون ، غفلت اور مقصد کو ضائع کرنے میں گذرا تو اس کی مکافات ساری عمر میں نہیں کر سکتے ، آپ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ نے آپ کو اپنے فضل سے بہت ممتاز موقع عطا فرمایا، اس کی قدر دانی کیجئے ، اور اپنے آپ کو اس مقام کا اہل بنایئے ، جس کے لئے آپ کو موقع ملا ہے ، اللہ نے اپنے فضل وکرم سے سرفراز فرمایا ہے ۔اگر کوئی ایک دوفٹ کی بلندی سے گرے تو معمولی چوٹ آئے گی ،لیکن اگر کوئی سوفٹ کی بلندی ، ہزار دو ہزار فٹ کی بلندی سے گرے تو اس کی ہڈی پسلی چور چور ہو جائے گی ، جتنی زیادہ بلندی، درجہ اور موقع حاصل ہو اتنی زیادہ احتیاط اور قدر کی ضرورت ہو گی ۔

اللہ نے آپ کو بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے اس کی قدر کیجئے ، اور عجب یا پست ہمتی میں مبتلا ہو جائیں گے تو یہ دونوں چیزیں برباد کرنے والی ہیں ۔ان سے آپ کو بچنا چاہئے ۔اور مقصد کو صحیح کرنا چاہئے اور مستقبل کی تیاری سے غافل نہیں ہونا چاہئے ۔ اللہ نے آپ کو غنیمت موقع دیا ہے کہ حضرت مولانا (عبدالحق صاحب) کی صحبت میں رہنے بیٹھنے ، فیض اٹھانے اور مستقبل کی تیاری کا موقع دیا ہے ، ان چیزوں کی قدر کرنی چاہئے اور ہمت ، جذبہ ، محنت ، مجاہدہ ، مشقت اختیار کیجئے ۔

بقدر الکد تکتسب المعالی ومن طلب العلیٰ سھر اللیالی

اس لئے اگر ہمت اور جذبہ اور خلوص اور مشقت اور مجاہدہ اور محنت ہو گی تو اللہ تعالیٰ زندگی میں کامیابیاں عطا فرئیں گے ۔اور اگر پست ہمتی آرام طلبی ، دنیاداری دنیا کا مقصود ہونا اور یہی چیزیں ہوں گی تو یہ سب راستے خسران کے ہیں ۔ بربادی کے ہیں ، ان سے کوئی کسی کو بھلائی نہیں ملی ہے ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آپ سب کو اپنے مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ، اور خلوص وللّٰہیت سے نوازے ۔
واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

تقسیم انعامات کی تقریب

دسمبر 1984ء سہ ماہی امتحانات کے نتائج میں اچھے نمبرات پر کامیاب ہونے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی غرض سے دارالحدیث میں تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی ، جس میں طلبہ کے علاوہ دارالعلوم کے تمام مشائخ اور اساتذہ شریک ہوئے ۔ تلاوت کلام پاک کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب حاضرین سے مختصر خطاب فرمایا، انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ:

” حالیہ امتحانات میں اعلیٰ نمبرات پر کامیاب ہونے والے طلبہ کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے ۔مزید محنت اور لگن سے مطالعہ وتکرار اور حصولِ تعلیم میں لگے رہنا چاہئے ۔اور جو طلبہ مطلوبہ معیار حاصل نہ کر سکے انہیں بھی آج سے یہ مصمم ارادہ کر لینا چاہئے کہ

آئندہ محنت اور مطالعہ وتکرار میں وہ کسی سے بھی پیچھے نہیں رہیں گے۔"

بعد میں طلبہ کو دفتر وفاق سے موصول ہونے والے بورڈ کے تحت سالانہ امتحانات سے متعلق اہم اعلانات سنائے گئے اور پھر درجات کے لحاظ سے ہر کتاب میں اعلیٰ نمبرات پر کامیاب ہونے والے طلبہ کے نام لے کر نتائج سناتے رہے، نام لئے جانے والے طلبہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کے پاس حاضر ہوتے اور حضرت خود اپنے دست مبارکہ سے انہیں انعامات عنایت فرماتے رہے۔ شیخ الحدیث صاحب نے دورۂ حدیث کے اول دوم سوم کی پوزیشن حاصل کرنے والے چار طلبہ کو اہم دینی کتب کے علاوہ معارف السنن کے سیٹ بھی عنایت فرمائے۔ اور باقی درجات میں بھی ہر کتاب میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اہم دینی کتابیں عطا فرمائیں۔ چونکہ طلبہ کی کامیابی اور بہترین کارکردگی کا اصل مدار، حضرات اساتذہ، ان کی نگرانی، تربیت اور محنت ہوتی ہے، اس لئے والد بزرگوارم نے آخر پر حضرات اساتذہ کرام کو بھی شروح حدیث کی اہم دینی کتب عنایت فرمائیں۔ حضرت والد ماجد کی طویل دعا پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

مکتبۃ الایمان کراچی کی اصلاحی، دعوتی اور معلوماتی کتب جو ہر گھر کی ضرورت ہیں

	نام کتاب	مصنف/مؤلف
اصلاحی بیانات	ایمان کے تقاضے (۴ جلد)	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب
	پراثر بیانات (۲ جلد)	حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب
	تربیتی بیانات (۲ جلد)	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب
	رہن سہن کے اسلامی طریقے	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب
	مجالسِ عثمانی	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب
	خطبات داعیٔ اسلام	حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب
تربیتی اور دعوتی کتب	سنن وآداب (۱۹۰۰ سنتیں)	حضرت مفتی ابوبکر بن مصطفیٰ پٹنی صاحب
	تاثرات مفتی اعظمؒ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
	مشاہدات وتاثرات	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
	تحفظ مدارس اور علماء وطلباء سے خطاب	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
	اصلاحی گزارشات	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
	مقالاتِ امینی	حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی صاحب
ایک انمول تحفہ	جنید جمشیدؒ ایک عہد ساز شخصیت	محمد عدنان مرزا جنید جمشید صاحبؒ کی زندگی کیسے بدلی؟ حالاتِ زندگی، اکابر علماء اور دانشور حضرات کے تاثرات اور نعتوں کا مجموعہ

بذریعہ ڈاک کتب منگوانے کے لیے واٹس ایپ نمبر 03212466024

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

میاں بیوی کے حقوق

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!اما بعد! فاعوذ باالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ(البقرۃ: ۲۲۸)

''اوران عورتوں کو معروف طریقے کے مطابق ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے (مردوں کو) ان پر حاصل ہیں۔ ہاں مردوں کو ان پر ایک درجہ فوقیت ہے''

عن عائشۃؓ قالت رسول اللّٰہ ﷺاعظم الناس حقا علی المراۃ زوجھا واعظم الناس حقا علی الرجل امہ (رواہ الحاکم فی المستدرک)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے۔''

نکاح میں فریقین کے لئے خوشیاں اور مسرتیں

محترم سامعین! اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر شے کا جوڑا جوڑا بنایا، کوئی بھی چیز بغیر جوڑے کے موجود نہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ پر مختلف الفاظ کے ساتھ جوڑے کا ذکر موجود ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا کہ ہم نے آپ کو جوڑا جوڑا پیدا کیا، مخلوقات کے ان جوڑوں میں ایک جوڑا مرد اور عورت کا بھی ہے ، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو پیدا فرمایا، اور اشرف المخلوقات کا لقب عطا فرمایا، ہر معاشرے میں مرد او رعورت کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے جب یہی جوڑا صحیح طریقے سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے تو پھروہ معاشرہ ایک بہترین معاشرہ امن و امان کا گہوارہ، خوشی وراحت ،سکون واطمینان کا مظہر ہوتا ہے، اوراس جوڑے سے پیدا ہونے والے افراد بھی دین ودنیا کا عظیم سرمایہ بنتے ہیں، بہرحال اس جوڑے کے درمیان باہمی تعلق اورنسبت کو نکاح کی عظیم الشان عبادت سے ایک دوسرے کے نزدیک تر کردیا گیا ہے اور ہمارے دین اسلام نے اس پاکیزہ عمل نکاح میں فریقین کے لئے مسرتیں اورخوشیاں رکھ کر ایک ایسا نظام بنایا ہے اگران پرعمل کیا جائے اوران کے

درمیان جو حقوق مقرر کئے گئے ہیں ان کو پورا کیا جائے تو پھر وہ تمام مقاصد پورے ہو سکتے ہیں جن کے لئے اس جوڑے کو پیدا کیا گیا۔

اختلافات کی جڑ ایک دوسرے کے حقوق کی پامالی

میرے معزز ساتھیو! اگر ہم غور کریں تو ہمارے معاشرے میں زیادہ تر مسائل اور جھگڑے شوہر اور بیوی کے درمیان ہیں اور ان تمام جھگڑے اور اختلاف کی وجہ ایک دوسرے کے حقوق کو نہ پہچاننا اور ایک دوسرے کے حقوق کو پورا نہ کرنا ہے، میاں اور بیوی کی مثال تو سائیکل کے دو پہیوں کی سی ہے، جب ایک بھی خراب ہو تو پھر زندگی کی یہ سائیکل نہیں چل سکتی، ہمارے ہاں جامعہ حقانیہ میں ہر روز ۹۰ سے لے کر ۹۵ فیصد تک مسائل میاں اور بیوی کے ہی دارالافتاء میں آتے ہیں، ہم نے اپنی بیویوں کو ایک محکوم، غلام اور خادمہ سمجھ کر معاشرے میں ان کے ساتھ ایک حقیرانہ معاملہ اپنایا ہوا ہے، اور دوسری طرف بیوی بھی خاوند کے حقوق سے ناواقف ہے، اسلام نے میاں بیوی دونوں کے حقوق بڑے تفصیل سے بیان فرمائے ہیں تا کہ معاشرے کی یہ بنیادی اکائی اپنے حقوق و فرائض کو پورا کر کے ہی ایک بہترین زندگی اور آخرت کا بہترین سرمایہ بن سکتے ہیں، اور اس جوڑے کے میلاپ سے جو اولاد پیدا ہوگی تو وہ پھر حقیقی معنوں میں مسلمان اور الولد سر لابیہ کا مصداق ہوگی اور اپنے والدین کو والدین جان کر ان کی فرمانبردار اور اطاعت گزار ہوگی۔

بہرحال دین اسلام اور حضور اکرم ﷺ کے ارشادات میں میاں بیوی کے باہمی حقوق اور ذمہ داریوں کے حوالے سے جو احکامات و ہدایات مذکور ہیں، ان سب کا مقصد یہ ہے کہ یہ تعلق میاں بیوی کیلئے زیادہ سے زیادہ خوشگوار اور راحت و خوشی کا باعث ہو اور اس تعلق کے نتیجے میں حاصل ہونے والے ثمرات بہتر سے بہترین ہوں، بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کو اپنے لئے سب کچھ اور سب سے بلند و بالا سمجھے اس کی فرمانبردار ہو، وفادار ہو اور ہر وقت شوہر کی خیرخواہی اور رضا جوئی کی طلبگار ہو، کیونکہ بیوی پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

> عن عائشه قالت قال رسول اللّٰه ﷺ اعظم الناس حقا علی امرأة زوجها واعظم الناس حقا علی الرجل امه (رواه الحاكم)
>
> ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے۔''

وفاشعار بیوی بن کر زندگی گزارنے کی تلقین

اب اگر بیوی اپنے خاوند کو ہی اپنا سربراہ اور حاکم مان لے اور وفا شعار بیوی بن کر وقت گزارے تو دونوں کے لئے دنیا اور آخرت کے سکون واطمینان کا سبب ہوگا، اگر ایسا نہ ہو بلکہ عورت اپنے شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری کے بجائے نافرمانی اور سرکشی اختیار کرے تو ظاہر ہے اس کا نتیجہ باہمی کشمکش اور خانہ جنگی ہوگی اور بعض اوقات بات خطرناک حد تک پہنچ جاتی ہے، جہاں سے واپسی ممکن نہیں ہوتی، یعنی طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور یہ بات پھر دونوں میاں بیوی کے لئے دنیا وآخرت کی تباہی وبربادی کا سبب ہے، اسی وجہ سے دین اسلام نے دونوں کی بقا، خوشی، اطمینان، امن اور بہترین معاشرے کی تشکیل کے لئے دونوں کے لئے بہترین حقوق وضع کئے ہیں، جس کی پاسداری کر کے وہ تمام مقاصد حاصل ہوسکتے ہیں جوکہ بہترین زندگی اوراعلیٰ ترین آخرت کے حصول کا ذریعہ ہیں، اس لئے رحمت کائنات ﷺ نے عورتوں کوشوہر کی اطاعت وفرمانبرداری اوروفاداری کی تاکید فرمائی، اور دخول جنت کا ذریعہ فرمایا، چنانچہ حدیث مبارکہ میں ارشادنبوی ہے:

عن انس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ المرأۃ اذا صلت خمسھاوصامت شھرھا واحصنت فرجھا واطاعت بعلھا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاء ت (رواہ ابو نعیم)

’’حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت جب پانچوں وقت کی نمازیں پڑھے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرم وآبرو کی حفاظت کرے اورشوہر کی فرمانبرداررہے، تو پھر (اسے حق ہے کہ) جنت کے جس دروازے سے چاہے اس میں داخل ہو۔‘‘

حدیث مبارکہ میں نماز اور روزے کے ساتھ شوہر کی اطاعت کا ذکر کرنا اس بات کی اہمیت بیان کرتا ہے کہ جس طرح نماز روزہ فرض ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے تو اسی طرح شوہر کی اطاعت بھی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا ذریعہ ہے، مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حق کے بعد سب سے بڑا حق جو بیوی پر لازم آتا ہے، وہ شوہر کا حق ہے، ایک دوسری حدیث میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لوکنت 'امر احداً ان یسجدلاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا (رواہ الترمذی)

’’حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو کسی مخلوق

کے لئے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔''

خاوند کی حق کی اہمیت

بہرحال کسی مخلوق کا سب سے زیادہ حق بیان کرنے کیلئے ان الفاظ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہوسکتی جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے بعد اگر سجدہ کا حکم ہوتا تو زیادہ حقدار خود رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس تھی مگر رسول اکرم ﷺ نے شوہر کے حق کی اہمیت کو اجاگر کرنے کیلئے فرمایا کہ شوہر کا حق اور مقام اتنا بلند ہے کہ سجدے کے لائق ہے مگر غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام ہے۔

محترم سامعین! شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی کا ذریعہ ہے احادیث مبارکہ کا ایک بڑا ذخیرہ ان ہی حقوق اور فضائل پر موجود ہے کہ شوہر کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، شوہر کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، شوہر کی اطاعت دخول جنت کا سبب ہے، جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی یہ روایات نقل کرتی ہیں کہ

> عن ام سلمه قالت قال رسول اللّٰه ﷺ ایما امرأة ماتت وزوجها عنها راض دخلت الجنة (رواه الترمذی)
>
> ''حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اس حالت میں دنیا سے رخصت ہوجائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہو تو وہ عورت جنت میں جائے گی۔''

بہرحال خاوند کی محبت کا سب سے بڑا اور خوبصورت ترین اظہار اس کی خدمت واطاعت اور فرمانبرداری ہے اور شریعت بھی خاوند کی اطاعت اور خدمت کا حکم دیتی ہے اور جب تک خاندان اس محبت واطاعت کے ستون پر کھڑے رہے تو ان کی خاندانی عمارت مضبوط رہی اور آج جب اس محبت واطاعت میں کمی آنا شروع ہوگئی ہے تو روز نت نئے مسائل پیدا ہونا شروع ہوگئے ہیں، اور اگر ان حقوق کی پاسداری نہ کی گئی جو میاں وبیوی کے ایک دوسرے پر مرتب ہوتے ہیں تو یہ عظیم رشتہ اور بندھن کی بہترین ومضبوط عمارت مغرب کے خاندانوں کی طرح مکمل زمین بوس ہوجائے گی، اور ماں، بہن، بیٹی، بیوی کا امتیاز ختم ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

خاوند کی طرح بیوی کے حقوق کی اہمیت

محترم سامعین: جس طرح بیوی پر خاوند کے حقوق ہیں اسی طرح خاوند پر بیوی کے بھی کچھ حقوق اسلام نے بیان فرمائے ہیں، بیوی گھر کی مالکن ہوتی ہے اور خاوند پر اس کی تمام ضروریات پوری کرنا لازم ہوتا ہے، مطلب گھر کے باہر کی تمام ذمہ داری مرد پر اور گھر کے اندر تمام ذمہ داری عورت پر عائد ہوتی ہے، ایک حدیث مبارک میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواتین حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مردحضرات جہاد کا ثواب حاصل کر چکے ہیں، ہم خواتین تو اس عظیم ثواب سے مکمل محروم ہیں، کیا کوئی ایسا عمل ہے جسے اختیار کر کے ہم جہاد کا ثواب حاصل کرسکیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں! تم لوگ گھروں میں جو کام کاج کرتی ہو ان کا ثواب جہاد کے برابر ہی ہے۔ گویا مجاہدین کے لئے جو اجر وثواب مقرر ہے کہ جہاد کیلئے نکلنے پر اللہ تعالیٰ پہلے قدم پر تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے، جہنم کا دھواں مجاہد پر حرام ہوجاتا ہے اور اگر مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی بھی وجہ سے وفات پاجائے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت اپنے ذمے لے لیتے ہیں وغیرہ یہ تمام اجور عورت اپنے گھر کے کام کاج کر کے حاصل کرلیتی ہے، اب عورت تو گھر میں سینکڑوں کام مثلاً صفائی، ستھرائی، کھانا پکانا، کپڑوں کی دھلائی، بچوں کی پرورش تو ضرور کرتی ہے مگر جب ان تمام کاموں میں اپنے خاوند کی رضا اور خوشی، گھر کے حالات کو خوشگوار کرنے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو مدنظر رکھے تو گھر بیٹھے اتنے بڑے اجر سمیٹ سکتی ہے۔

اسلام کے حدود وضوابط کے تحت خاوند کی اطاعت

بہرحال اسلام عورت کو ہر حال میں اپنا حق دیتا ہے اور مرد کے مساوی اجر وثواب بھی مگر یہ عورت اسلام کے حدود وضوابط کے مطابق زندگی بسر کرے اور اپنے سب سے بڑے محسن ومشفق ذات یعنی خاوند کی اطاعت و خدمت میں مگن رہے۔ بہترین اور خوشگوار ازدواجی زندگی کیلئے ایک اصول یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر کام خاوند کی اجازت پر کریں، خصوصاً جب گھر سے باہر جائیں تو خاوند کی اجازت ضرور لیں اور بلاضرورت گھر سے باہر قطعاً نہ جائیں کیونکہ دین اسلام نے خواتین کے لئے سب سے بہترین جگہ ان کے گھر کو قرار دیا ہے، اور جب اشد ترین ضرورت کے لئے گھر سے نکلے تو مکمل شرعی حجاب اور آداب کے ساتھ جائے جب کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلتی ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب وغصے کو دعوت دیتی ہے، چنانچہ ایک طویل حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ

عن ابی عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أن امرأة اتته فقالت

ماحق الزوج علی امرأته...... وان لاتخرج من بیته الا باذنه فان فعلت لعنتها الملائکة ملائکة الغضب وملائکة الرحمة حتی تتوب او تراجع (ابوداؤد)

''حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور پوچھا کہ خاوند کا بیوی پر کیا حق ہے؟......(حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا) اور یہ (حق بھی ہے کہ) گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اور نکلی تو اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں، غضب اور رحمت دونوں قسم کے فرشتے یہاں تک کہ توبہ کرلے یا واپس ہوجائے۔''

اسی طرح ایک دوسری حدیث مبارک ہے:

عن ابن عمر قال: سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول ان المرأة اذا خرجت من بیتها وزوجها کاره ذلك لعنها کل ملك فی السماء وکل شی مرت علیه غیر الجن والانس حتی ترجع (طبرانی)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو عورت گھر سے نکلے اور شوہر کو اس کا نکلنا ناگوار ہو تو اس عورت پر آسمان کے تمام فرشتے لعنت بھیجتے ہیں اور جن جن چیزوں کے پاس سے گزرتی ہے، انسانوں اور جنات کے علاوہ تمام چیزیں بھی اس پر لعنت بھیجتی ہیں''

اب ہم ان احادیث مبارکہ غور کریں کہ عورت کے لئے ویسے بھی ضرورت شدیدہ کے علاوہ نکلنا منع ہے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا، تو اگر کوئی عورت خاوند کے اجازت کے بغیر نکلتی ہے، تو گویا ڈبل جرم کا ارتکاب کرتی ہے، یہ چند باتیں خاوند کے حقوق کے حوالے سے آپ حضرات کے سامنے عرض کیں ہیں اب وقت ختم ہورہا ہے، ان شااللہ آئندہ فرصت میں بیوی کے حقوق کے بارے میں چند معروضات پیش کرنے کی کوشش کروں گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

جناب صابر حسین

شام میں انسانیت کی شام

آج چہار سو مسلمان شیطانیت و باطل پرست طاقتوں کے نرغہ میں ہیں، مشرق و مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کو روحانی آزمائشوں سے لے کر سر قلم کر دئے جانے اور زمین دوز کر دینے پر آمادہ ہیں، ان کے حوصلے، اعتماد، ایمان اور زندگی پر شب خوں مارا جا رہا ہے، ابھی تازہ خبر شام کی ہے جہاں حوثیوں اور روسیوں نے آتش گیری سے حلب اور حما کو تہس نہس کرنے کے بعد غوطہ کو نیست و نابود کر دیا ہے۔

جوان مرد، عورتیں، بوڑھے اور خصوصا بچوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیا گیا اور پورا کا پورا ملک ویران و بیابان ہوتا نظر آتا ہے، لاشوں کے انبار نے گویا منارہ بنادیا ہو، ٹپکتے خون اور سسکتی آہوں نے شہر خموشاں سی وحشت پیدا کر دی ہے، تکبیر و تہلیل کی صدائیں دل چیر دیتی ہیں، معصوموں کی چیخیں گویا کانوں میں آگ سے تپی سلائیوں کا کام کر رہی ہوں، دل بیٹھا جاتا ہے، کلیجہ منہ کو آتا ہے، آنکھیں پتھرا رہی ہیں اور بار بار اپنے ماضی کی ورق گردانی کر رہی ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ وہی شام ہے جس سے آثار قیامت وابستہ ہیں، جہاں انبیا کرام علیہم السلام نے دستک دی اور جس کا تعلق قدیم اسلامی وراثت سے ہے، جو عہد قدیم میں سلطنت روما مرکز تھا، جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی جانب سب سے پہلا مسلمانوں کا قافلہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فوج کشی کی تھی اور پھر جیش اسامہ کی فتح و کامرانی کے بعد آپ نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی معیت اور تقریبا چار ہزار مجاہدوں کی قیادت کرتے ہوئے حضرت خالد بن ولیدؓ کو ملک شام کی طرف روانہ کیا تھا؛ جنھوں نے سب سے پہلے شمالی اور مشرقی فلسطین کو فتح کیا اور پھر حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ایک طویل مجاہدہ و قتل قتال کے بعد پندرہویں ہجری میں جنگ یرموک سے قبل ہی شام پر اسلامی پھریرا لہرا دیا تھا۔

نیز یہ وہی شام ہے جو حضرت معاویہؓ کی پائے تخت اور سلطنت وسطوت کی گواہ ہے، جس کی سرسبزی و شادابی اور خوبصورتی نے ہمیشہ نظر کو خیرہ کیا، اس کا تمدن اور اس کی ثقافت پر تاریخیں رقم کی گئیں ہیں، شاید اس کی سب بڑی وجہ وہ احادیث مبارکہ ہیں جن میں شام کی فضیلت اور ان میں قیام کو مبارک بتلایا گیا، ایک روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ستفتح علیم الشام، فإذا خیرتم المنازِل فِیھا،

فعلیکم بِمدِینة یقال لھا: دِمشق، فاِنھا معقِل المسلِمِین مِن الملاحِمِ، وفسطاطھا مِنھا بِارض یقال لھا: الغوطة عنقریب تمہارے ہاتھوں شام فتح ہوجائے گا، جب تمہیں وہاں کسی مقام پر ٹھہرنے کا اختیار دیا جائے تو دمشق نامی شہر کا انتخاب کرنا، کیونکہ وہ جنگوں کے زمانے میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوگا اور اس کا خیمہ (مرکز) غوطہ نامی علاقے میں ہوگا (مسند احمد: ۱۷۷۰) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اِن فسطاط المسلِمِین یوم الملحمة بِالغوطة، اِلی جانِبِ مدِینة یقال لھا: دِمشق، مِن خیرِ مدائِنِ الشامِ مسلمانوں کا خیمہ جنگ کے روز غوطہ (ایک جگہ کا نام ہے، جہاں اس وقت خونی کھیل کھیلا جارہا ہے میں ہوگا مدینہ کی طرف جسے دمشق کہا جاتا ہوگا، جو مدائن شام کے بہتر علاقوں میں سے ایک ہے (ابوداود: ۴۸۲۹)

یہ روایت مستدرک حاکم میں بھی ہے جس کے الفاظ میں یہ صراحت ہے کہ ان دنوں سرزمین دمشق مسلمانوں کے منازل میں سے سب سے بہتریں منزل ہوگی (مستدرک حاکم: ۵۳۴/۴) اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عقر دار المومنین بالشام (فتنوں کے دور میں) مومنوں کا ٹھکانا شام ہوگا (نسائی: ۳۵۶۱) علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں: اس فرمان نبوی ﷺ کا اشارہ ہے کہ دور فتن میں شام ایمان والوں کا پرامن ٹھکانا ہوگا جہاں وہ اپنے دین وایمان کی حفاظت کرسکیں گے (النہایہ: ۲۷۱/۳)

مشہور صحابی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ شام کو اہل حق کا مرکز بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: لا یزال مِن امتِی ام قائِمة بِامرِ اللّٰہِ، لا یضرھم من خذلھم، ولا من خالفھم، حتی یاتِیھم امر اللّٰہ وھم علی ذلِكِ قال عمیر: فقال مالِكِ بن یخامِر: قال معاذ: وھم بِالشامِ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گا، ان کو رسوا کرنے والوں اور ان کی مخالفت کرنے والوں سے انہیں کوئی نقصان نہیں پہونچے گا اور قیامت تک وہ اسی حالت پر ثابت قدم رہیں گے، (روایت کے راوی حضرت) عمر بن ہانی مالک بن یخامر کی وساطت سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ نے فرمایا یہ لوگ ملک شام میں ہوں گے (بخاری: ۳۶۵۱) حضرت ابن حوالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیصِیر الامر ان تکونوا جنودا مجندة جند بِالشامِ وجند بِالیمنِ وجند بِالعِراقِ، فقال ابن حوالة: خِر لِی یا رسول اللّٰہ ان ادرکت ذلِكِ، فقال: علیکم بِالشامِ فِنھا خِیر اللہِ مِن ارضِہِ یجتبِی الیھا خِیرته مِن عِبادِہِ، فامان ابیتم فعلیکم بِیمنکم واسقوا مِن غدرِکم فِاِن اللہ ـ عز وجل توکل لِی بِالشامِ واھلِہ

عنقریب معاملہ اتنا بڑھ جائے گا کہ بے شمار لشکر تیار ہوجائیں گے چنانچہ ایک لشکر شام میں ہوگا،

ایک یمن میں اور ایک عراق میں، ابن حوالہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں اس زمانے کو پاؤں تو مجھے کوئی منتخب راستہ بتا دیجئے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شام کو اپنے اوپر لازم کر لینا، کیونکہ وہ اللہ کی بہترین زمین ہے، جس کے لئے وہ اپنے منتخب بندوں کو چنتا ہے، اگر یہ نہ کر سکو تو پھر یمن کو اپنے اوپر لازم کر لینا، اور لوگوں کو اپنے حوضوں سے پانی پلاتے رہنا کیونکہ اللہ تعالی نے میرے لئے اہل شام اور ملک شام کی کفالت اپنے ذمے لے رکھی ہے (مسند احمد: ۱۷۰۰۵)

کفالت اپنے ذمہ لینے کا مطلب محدثین نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کی اور اس کے باشندگان کی ہلاکت اور دشمنوں کے تسلط سے خصوصی حفاظت فرمائیں گے، اس لئے کہ اس سرزمین کو اللہ نے اپنے منتخب بندوں کے لئے متعین کیا ہے، اور اللہ کے منتخب بندے یہاں رہتے ہیں، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الابدال یکونون بِالشامِ وهم اربعون رجلا کلما مات رجل إبدل الله مکانه رجلا یسقی بِهِم الغیث وینتصر بِهِم علی الأعداِ وسیصرف عن اهلِ الشامِ بِهِم العذاب ابدال شام میں ہوتے ہیں، یہ کل چالیس آدمی ہوتے ہیں، جب بھی ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہوتا ہے، اللہ تعالی اس کی جگہ بدل کر کسی دوسرے کو مقرر فرما دیتے ہیں، ان کی دعا کی برکت سے بارش برستی ہے، ان ہی کی برکت سے دشمنوں پر فتح نصیب ہوتی ہے اور اہل شام سے ان ہی کی برکت سے عذاب کو ٹال دیا جاتا ہے (مسند احمد: ۱/۱۱۲، طبرانی: ۳۹/۵)

شام کی فضیلت کے سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رأیت عموداً مِن نور خرج مِن تحتِ راسِی ساطِعا حتی استقر بِالشامِ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ نور کا ایک ستون میرے سر کے نیچے سے برآمد ہوا، اوپر کو بلند ہوا اور پھر ملک شام میں جا کر نصب ہو گیا (دلائل النبوۃ بیہقی: ۶/۴۴۹) حضرت علی نے فرمایا: اہل شام کو گالیاں نہ دو ان میں ابدال ہوتے ہیں لاتسبوا اهل الشام فان فیهم الابدال، وسبوا ظلمتهم (مستدرك حاكم٤/٥٥٣، هكذا فی البیهقی: دلائل النبوة) حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے: بینا انا نائِم إِذ رأیت عمود الكِتابِ احتمِل مِن تحتِ رأسِی، فظننت انه مذهوب بِهِ، فاتبعته بصرِی، فعمِد بِهِ الی الشامِ، الا وإِن الإِیمان حِین تقع الفِتن بِالشامِ ایک مرتبہ میں سو رہا تھا کہ خواب میں میں نے کتاب کے ستونوں کو دیکھا کہ انہیں میرے سر کے نیچے سے اٹھایا گیا، میں سمجھ گیا کہ اسے لیجایا جا رہا ہے چنانچہ میری نگاہیں اس کا پیچھا کرتی رہیں پھر اسے شام پہنچا دیا گیا یاد رکھو! جس زمانے میں فتنے رونما ہوں گے اس وقت ایمان شام میں ہوگا (مسند احمد: ۲۱۷۳۳) یعنی رسول

اللہ ﷺ نے اپنے اس خواب کی تعبیر یہ بیان کی کہ فتنہ کے ظہور کے وقت میں ایمان شام میں ہوگا، حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا تقوم الساعة حتى يتحول خِيار اهلِ العِراقِ إلى الشامِ، ويتحول شِرار أهلِ الشامِ إلى العِراقِ وقال رسول اللّٰہصلى الله عليهِ وسلم: عليكم بِالشامِ "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک عراق کے بہترین لوگ شام اور شام کے بدترین لوگ عراق منتقل نہ ہو جائیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم شام کو اپنے اوپر لازم پکڑو" (مسند احمد: ۲۲۱۴۵)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک بار ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: ملک شام کے لئے خوش خبری ہے، ملک شام کے لئے خوش خبری ہے، میں نے پوچھا کہ شام کی کیا خصوصیت ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملک شام پر فرشتے اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں۔ (مسند احمد: ۲۱۶۰۶، ترمذی: ۳۹۵۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللهم بارِكْ لنا فِي شامِنا، وفِي يمنِنا "اے اللہ! ہمیں ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما (بخاری: ۱۰۳۷)

ان روایات سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ شام مقدس اور بابرکت سرزمین ہے، جس میں اللہ نے برکتوں کو چھپا رکھا ہے اور جسے اپنے مقربین متقین کے مسکن کے طور پر منتخب کیا ہے، مزید یہ کہ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین شام (خیال رہے! احادیث میں شام سے مراد اردن، فلسطین اور لبنان بھی ہیں) کو ہی میدان حشر بنایا جائے گا جہاں قیامت کے بعد اولین وآخرین جمع ہوں گے، چناں چہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الشام ارض المحشرِ والمنشرِ شام حشر ونشر کی سرزمین ہے (مسند بزار: ۳۹۶۵)

ہائے افسوس! آج باہمی خانہ جنگی اور ان میں بیرونی طاقتوں کی دخل اندازی سے لے کر عرب حکومتوں کی بد نیتی اور دین بیزاری اور مغرب پرستی نے اسے تاروتاراج کردیا ہے، اس سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اسلام کے نام لیوا اور "انما المومنون اخوة کا دم بھرنے والوں پر جوں تک نہیں رینگتی، اور "المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا کا سبق پڑھنے والے آج باہمی اختلافات ونزاعات میں ایسے مگن وبدمست ہیں کہ خواب خرگوش سے فرصت نہیں، اور مثل المؤمنين في توادِهم وتراحمهم وتعاطفهم: مثل الجسد، إذا اشتكى منه عضو: تداعى له سائر الجسد بالسهرِ والحمى کے دعویدار بدن چھلنی ہونے اور درد وبیتابی کے باوجود بھی ہونٹوں پر مہر لگائے بیٹھیں ہیں، تو وہیں حضور ﷺ کی اس فرمان

کو بھی بھول گئے: جب اہل شام تباہی و بربادی کا شکار ہوجائیں تو پھر تم میں کوئی خیر باقی نہ رہے گی (ترمذی:۲۱۹۲، باب ماجاء فی الشام) حالانکہ اس امت کے جاں بازوں اور بہادروں کی داستانیں ایسی ہیں کہ ایمان وعقیدہ سے خالی شخص اسے دیومالائی تصور کرے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین اور مسلمانوں کے خون کو حرام بتلانے سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا موت کے آخری لمحہ میں بھی جیش اسامہ کو روانہ کرنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خالد بن ولید، سعد بن وقاص، عمرو بن عاص اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جفاکشی ومجاہدانہ کردار کیوں نہیں یاد کرتے، عمادالدین زنگی، نورالدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی اور محمد فاتح رحمہم اللہ اجمعین جو تین لاکھ سپاہیوں کو لیکر قسطنطنیہ فتح کرنے چلا تو اس نے اپنی عقلمندی وکفن بردوشی کا یہ مظاہرہ کیا کہ لکڑیوں پر چربی مل کر ستر جہاز قاسم پاشا کی سمت سے سمندر میں اتار دیا تھا اور یہ معتصم باللہ جس نے دور دراز سے "وامعتصماہ! کی صدا سن کر ایک خاتون کی مظلومیت کا جواب دیا اور ظالم حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجادی (دیکھئے: انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر از: سید علی میاں)

آج عالم یہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت ہونے کے باوجود؛ طاغوتی طاقتوں نے لقمہ تر سمجھ لیا ہے، آخر کیا بات ہے کہ مظالم کی یہ سسکیاں ہماری رگوں میں پھڑ پھڑاہٹ پیدا نہیں کرتیں، ہمارے دلوں میں یہ کیسا جمود اور تعطل ہے؛ جسے معصوموں کی آہیں بھی تحریک نہیں دیتیں، یہ کون سا اسلام اور یہ کون سے مسلم اور کس کتاب کے متبعین اور کس نبی کے پیرو ہیں، جو مظالم برداشت کرتے ہیں اور اف بھی نہیں کرتے، جو ظالموں کے ہاتھ مروڑنے کی طاقت اور صلاحیت سے محروم ہیں، جو موصول وڈیوز اور ظلم وقہر کی داستان بیان کرتی تصویریں دیکھ کر سرد وبیجان سے پڑے رہتے ہیں، جس کا خون ابال نہیں مارتا، جسکی غیرت ایمانی اور حمیت اسلامی بیدار نہیں ہوتی، جس میں کوئی طوفان اور تموج پیدا نہیں ہوتا اور پل پل مسجدوں اور منبرون پر، درسگاہوں اور محفل یاراں میں وعظ وپند اور مراقبت وللّٰہیت کی شیخی بگھارتے ہیں، اللہ......اللہ...... کیا یہ شان مسلمانی ہوسکتی ہے! حقیقت یہ ہے کہ اس دور بے مروتی اور خزاں میں اسلام کے ایسے پھلدار درخت کی ضرورت ہے جو وقت اور تقاضہ کے اعتبار سے برگ وبار لائے اور موسم بہار کی وہ فضا قائم ہو؛ جہاں بے نظیر انسانیت وجواں مردی اور شجاعت وبہادری کا بول بالا ہو، جن میں اضمحلال وانحطاط کے بجائے عزیمت وجد وجہد کا عنصر نظر آئے، جو ممالک وحکومت اور سلطنت کی دریوزہ گرنہ ہو بلکہ اس کا ہر فرد اور ہر شخص اپنے آپ میں ایک امت اور عزم وبلندی میں ہمالیہ کو شرما دے، وہ سرحدوں اور قیود کی پابندیوں سے آزاد ہو کر انسانیت کی کھیتی کو سیراب کرے اور دعوت وتربیت، بلند سیرت، مجاہدانہ کردار، حوصلہ وایثار پیشہ داعی وسپاہی ہوں جو اپنے ایمان ویقین، للّٰہیت وخلوص اور دینی جوش وحمیت سے قرن اول کی یاد تازہ کردیں۔

مولانا انیس الرحمٰن ندوی *

آب زمزم: اسلام کا زندہ جاوید معجزہ
جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں

مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ کے صحن میں کعبہ سے مشرق کی جانب ۲۰ میٹر (۶۶ فٹ) کی دوری پر ایک کنواں واقع ہے جسے آب زمزم کا کنواں کہا جاتا ہے۔ اس کنویں کا ظہور آج سے تقریبا چار ہزار سال قبل (۲ ہزار قبل مسیح) معجزانہ شکل میں ہوا تھا۔ اس کے معجزانہ ظہور پر نہ صرف احادیث گواہ ہیں بلکہ مقدس تورات بھی اس کے معجزانہ ظہور کی قائل ہے۔ مسلمانوں میں زمزم کا پانی انتہائی متبرک تصور کیا جاتا ہے۔ زمزم کے کنویں اور اس کے پانی کے معجزانہ طور پر شفا ہونے پر بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں۔ مسلمان اطباء نے ہر دور میں زمزم کی افادیت واہمیت اور اس کے طبی فوائد پر لکھا ہے۔ مگر گزشتہ چند سالوں میں آب زمزم پر جو تحقیقات سائنسی دنیا میں سامنے آئی ہیں اس نے احادیث میں مذکور آب زمزم کے متعلق معجزانہ بیانات کو دوٹوک طور پر نہ صرف حرف بہ حرف صحیح اور سچا ثابت کردیا ہے بلکہ احادیث کے لازوال علمی معجزوں میں ایک اہم معجزے کا اضافہ بھی کردیا ہے۔ زمزم کے متعلق ان جدید سائنسی تحقیقات کی اہمیت اس لئے بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ تحقیقات مسلمان سائنسدانوں کے ذریعہ انجام نہیں پائی ہیں بلکہ ان کو سر انجام دینے والے غیر مسلم سائنسدان ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم زمزم کے متعلق ان سائنسی تحقیقات کو زیر بحث لائیں، زمزم کی تاریخ اور اس کے متعلق بعض دوسری معلومات کو بھی بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں جن سے زمزم کے معجزہ ہونے کے بعض دوسرے پہلوؤں پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

آب زمزم کی تاریخ

بخاری شریف میں زمزم کے کنویں کے ظہور کے متعلق ایک تفصیلی حدیث وارد ہوئی ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ اللہ کے حکم سے اپنی بیوی ہاجرہؑ اور شیر خوار بچے اسماعیلؑ کو مکہ کی بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ کر چلے گئے اور ہاجرہؑ کے پاس موجود کھانا اور پانی ختم ہوگیا اور حضرت اسماعیلؑ نے بھوک اور پیاس

* جنرل سکریٹری، فرقانیہ اکیڈمی وقف وایڈیٹر مجلّہ تعمیر فکر، بنگلور

سے بلکنا شروع کر دیا تو ہاجرہؑ پریشانی کے عالم میں کبھی صفا پر چڑھتیں اور کبھی مروہ پر کہ شاید کوئی پانی دینے والا ادھر آ جائے۔ اتنے میں آپ کو ایک آواز سنائی دی اور جب آپ اس کی طرح متوجہ ہوئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ آبِ زمزم کے کنوئیں کے پاس کھڑے ہیں اور اپنی ایڑھی (یا پَر) سے زمین کھود رہے ہیں، یہاں تک کہ پانی وہاں سے بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ حضرت ہاجرہ اضطراری حالت میں پتھر جمع کر کے بہتے پانی کو روک کر اسے حوض کی شکل دیدیتی ہیں کہ وہ کہیں ضائع نہ ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر حضرت ہاجرہ ایسا نہ کرتیں تو زمزم کا کنواں ایک دریا میں تبدیل ہو جاتا (بخاری:۳۳۶۴)

زمزم کا کنواں ایک عرصہ تک جاری رہنے کے بعد صحرائی طوفانوں کی زد میں آ کر غائب ہو گیا، پھر نبی کریم ﷺ کے دادا عبد المطلب کے دور میں اس کنویں کی دوبارہ کھدائی عمل میں آئی۔ ابن کثیر نے البداية والنهاية میں حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد المطلب کو خواب میں زمزم کے کنویں کی نشاندہی کی گئی اور اسے صاف کر کے اس کی تجدید کرنے کا حکم دیا گیا۔ لہذا آپ نے اس کو دوبارہ کھدوا کر قابل استعمال بنایا۔ تب سے اب تک زمزم کا کنواں برابر جاری ہے اور یہ کنواں نہ کبھی خشک ہوا اور نہ اس کے پانی کی سطح کم ہوئی۔

زمزم کا تذکرہ تورات میں

زمزم کے کنویں کے معجزانہ ظہور کا تورات میں حسب ذیل الفاظ میں تذکرہ ملتا ہے:

''خدا نے بچے کے رونے کی آواز سنی، اور جنت سے خدا کے فرشتہ نے ہاجرہ سے بات کی، تمہیں کس چیز سے تکلیف ہو رہی ہے ہاجرہ؟ تم خوفزدہ مت ہونا، خدا نے بچے کے رونے کی آواز سن لی ہے، اٹھ، جا اور اسے اٹھا، اور اسے دلاسہ دے! میں اس کی اولاد کو ایک عظیم قوم بناؤں گا، پھر خدا نے اس کی آنکھ کھولی اور اس نے کنواں دیکھا، پھر وہ گئی اور اپنے چمڑے کے تھیلے میں پانی بھرا اور تھوڑا بچہ کو بھی پلایا'' (پیدائش ۲۱: ۱۷-۲۰)

اگرچہ زمزم کے کنویں کے وجود میں آنے کے متعلق تفصیلات میں تورات اور صحیح بخاری کے بیانات سے کچھ اختلاف ہے مگر تورات کے بیان سے اتنا ضرور واضح ہے کہ زمزم کے کنویں کا ظہور معجزانہ طور پر ہوا۔ لہٰذا خود یہودیوں کے عقیدہ کے مطابق زمزم ایک معجزہ نما اور متبرک پانی ٹھہرا۔ یہی نہیں جیوش انسائیکلو پیڈیا میں آب زمزم کے دوسرے معجزات کا بھی تذکرہ ملتا ہے کہ آب زمزم کو آنکھوں پر لگانے سے بینائی تیز ہوتی ہے اور یہ کہ زمزم کا پانی پینے سے عجمی افراد عربی کے الفاظ کا صحیح تلفظ اور مخارج کی ادائیگی پر قادر ہو جاتے ہیں (جیوش انسائیکلو پیڈیا، جلد ۱۲، صفحہ ۶۳۳، امریکا، ۱۹۰۱)

چاہ زمزم ایک سدا بہار کنواں

زمزم کے کنویں کا ظہور جس طرح معجزہ ہے اسی طرح اس کنویں کا ہزاروں سال کا طویل عرصہ گزر جانے اور اس کا اس قدر کثرت سے استعمال کئے جانے کے باوجود نہ سوکھنا بھی ایک معجزہ ہے۔ زمزم کا کنواں تقریباً ۳۰ میٹر (۹۸ فٹ) گہرا ہے اور اس کا قطر diameter ۱ء۰۸ تا ۲ء۶۶ میٹر ہے۔ پہلے اس کنویں سے پانی کو رسیوں کی مدد سے کھینچ کر نکالا جاتا تھا مگر اب جدید مشینوں کے ذریعہ پمپ کیا جاتا ہے۔ چاہ زمزم میں پانی کی سطح زمین کی سطح سے ۳ء۲۳ میٹر نیچے ہے۔ زمزم کے کنویں سے فی سیکنڈ ۸۰۰۰ لیٹر پانی ۲۴ گھنٹے تک مسلسل پمپ کرنے کی جانچ کی گئی جس سے پانی کی سطح میں تقریباً ۱۳ میٹر گراوٹ رکارڈ کی گئی۔ مگر جب پمپ کرنا روک دیا گیا تو صرف ۱۱ منٹ کے اندر پانی کی سطح دوبارہ ۳ فٹ پر واپس آ گئی۔ اس طرح روزانہ لاکھوں لیٹر پانی پمپ کیا جاتا ہے، مگر اس کی فراوانی میں کبھی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

زمزم کا تذکرہ احادیث میں

زمزم کا تیسرا اور سب سے اہم معجزہ اس کے وہ طبی فوائد ہیں جن کا تذکرہ کئی احادیث میں وارد ہوا ہے۔ لہٰذا زمزم کے پانی کی اہمیت، فضیلت اور اس سے شفایابی کے متعلق جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

بخاری اور مسلم میں کئی روایات مروی ہیں کہ آپ ﷺ کے شق صدر کا واقعہ جب پیش آیا تو حضرت جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کے قلب مبارک کو آب زمزم سے دھویا، صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا إنها مباركة۔ إنها طعام طعم ’’یہ پانی مبارک ہے اور وہ غذا کا کام کرتا ہے‘‘ (مسلم: ۲۴۷۳) ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابو ذر غفاریؓ نے ۴۰ دنوں تک کعبۃ اللہ میں صرف آب زمزم پی کر گزارا کیا۔ ابو داؤد طیالسی اور دیگر محدثین کی روایات میں مسلم کی سابقہ روایت پر اس کا اضافہ ملتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا وشفاء سقم ’’یہ بیماریوں کیلئے شفا ہے۔‘‘ (مسند ابو داؤد طیالسی: ۴۵۹؛ مسند بزاز: ۳۹۲۹؛ طبرانی: ۲۹۵) سنن ابن ماجہ میں جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ماء زمزم لما شرب له ’’آب زمزم جس مقصد کیلئے بھی پیا جائے، اس میں وہ شفا ہے‘‘ (ابن ماجہ: ۳۰۶۲؛ مسند احمد: ۱۴۸۴۹؛ دار قطنی: ۲۷۳۹) ایک اور حدیث میں حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خير ماء على وجه الأرض ماء زمزم ’’روئے زمین پر سب سے اچھا پانی آب زمزم کا ہے‘‘ (مصنف عبد

الرزاق: ۹۱۱۹؛ معجم اوسط طبرانی: ۳۹۱۲) بعض احادیث میں آتا ہے کہ آب زمزم کو خوب سیر ہو کر پینا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر زمزم کا پانی منگوا کر پیا اور اپنے ساتھ مدینہ لیکر گئے اس طرح حضرت عائشہ بھی زمزم اپنے ساتھ لے جاتیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ آپ ﷺ بھی ایسا کیا کرتے تھے۔(مستدرک حاکم: ۱۷۸۳)

مذکورۂ بالا احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ زمزم کا پانی روئے زمین پر پایا جانے والا سب سے عمدہ پانی ہے۔ یہ ایک طرف غذا کا کام کرتا ہے تو دوسری طرف امراض سے شفا کا کام کرتا ہے۔ ان احادیث کی معنویت پر جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں یہاں بحث پیش کی جاتی ہے۔

آب زمزم کا کیمیائی تجزیہ

زمزم کے پانی کے جدید کیمیائی تجزیہ سے پتہ چلا ہے کہ اس میں جو معدنیات وافر مقدار میں پائی جاتی ہیں ان میں سوڈیم، کیلشیم، میگنیشیم، پوٹاشیم، بائکربونیٹ، کلورائڈ، فلورائڈ، نائٹریٹ، سلفیٹ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ زمزم کے پانی کو معدنی پانی تصور کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں معدنیات کی کل مقدار ۲۰۰۰ ملی گرام/فی لیٹر ہے۔ بعض کیمیائی عناصر جیسے انٹی مونی antimony، بریلیم beryllium، بسمت bismuth، برومین bromine، کوبالٹ cobalt، آیوڈین iodine اور مولیبڈنم molybdenum کی مقدار زمزم میں 0.01 پی پی ایم سے بھی کم ہوتی ہے، جبکہ کرومیم chromium، مینگنیز manganese اور ٹائٹینیم titanium کے ہلکے ذرات زمزم میں موجود ہوتے ہیں۔ آب زمزم میں پی ایچ (تیزابیت) کی مقدار 7.8 ہے، جس کا مطلب ہے کہ آب زمزم ہلکا سے الکالین ہے۔ چار مسموم کیمیائی ذرات: ارسنک arsenic، کیڈمیم cadmium، لیڈ lead، اور سلینیم selenium کی مقدار زمزم میں انسانی استعمال کیلئے خطرے کے درجے سے کم مقدار میں پائی گئی ہے۔

زمزم کے پانی کے کیمیائی تجزیہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ ایک غیر معمولی طور صاف وشفاف پانی ہے اور اس کا کوئی رنگ یا ذائقہ نہیں ہے، زمزم کا پانی دوسرے پانیوں سے متعدد وجوہ سے یکسر مختلف ہے۔ مثلاً یہ کہ زمزم کا پانی کبھی خراب نہیں ہوتا اور نہ اس کا رنگ، ذائقہ یا بُو بدلتی ہے، اکثر پانی کی جگہوں پر اور کنوؤں میں کائی اور پودے اُگ آتے ہیں جس سے وہاں کے پانی کا رنگ اور ذائقہ بدل جاتا ہے مگر زمزم کے کنویں میں کسی بھی قسم کے پودوں اور کائی کا وجود نہیں ہے۔ اسی طرح زمزم کا پانی جراثیم اور بیکٹیریا سے مکمل طور پر خالی ہے۔ چونکہ اس میں بائی کاربونیٹ کی مقدار (۳٦٦ ملی گرام/فی لیٹر) کافی زیادہ ہے اس لئے وہ کرۂ ارض کا سب سے زیادہ صاف وشفاف پانی تصور کیا جاتا ہے۔ زمزم کے پانی کی

ایک اور بڑی خوبی یہ ہے کہ جب سے زمزم کا پانی وجود میں آیا ہے تب سے اب زمزم کے پانی کی یہی کیمیائی خصوصیات رہی ہیں، اس میں رتی برابر بھی تبدیلی نہیں آئی ہے۔

زمزم کے کنویں کے متعلق ایک اہم انکشاف جس کو پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر راجہ ابوسمن اور ڈاکٹر عبدالمنان نے انجام دیا ہے وہ یہ ہے کہ زیر زمین زمزم کے پانی میں مکہ مکرمہ میں موجود گندی نالیوں اور دوسری کثافتوں کی آمیزش نہیں ہوتی ہے۔ انہوں نے اس کو ثابت کرنے کے لئے مکہ معظمہ کے تمام کنوؤں میں ایسے ریڈیائی عناصر ڈال دیئے جن کی مقدار اگر کسی چیز میں لاکھواں حصہ بھی ہو تو ان کا پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ لہٰذا ایک مدت تک مشاہدات کرنے کے باوجود زمزم کے پانی میں ریڈیائی اجزاء کی موجودگی نہ پائی گئی۔ اس تجربہ سے یہ اہم بات ثابت ہوئی کہ مکہ میں جتنی بھی غلاظت ہو اس کے زیر زمین پانی میں اگر کوئی آلودگی یا کثافت موجود ہو تو وہ زیر زمین پانی کے عام اصولوں کے برعکس زمزم میں نہیں آتی۔ اسی طرح زمزم کے کنویں اور اس کے پانی کی ایک اور خاصیت یہ ہے کہ مکہ میں کعبۃ اللہ کے قریب مسفلہ میں پانی کے اور کئی کنویں پائے جاتے ہیں جو زمزم کے کنویں کے قریب ہونے کے باوجود ان میں اور زمزم کے پانی کے اجزائے ترکیبی میں بہت بڑا فرق پایا جاتا ہے، اور ان کنوؤں کا پانی زمزم کے پانی کی خصوصیات سے یکسر مختلف ہوتا ہے۔

آب زمزم پر جدید سائنسی تحقیقات

آب زمزم پر حالیہ سالوں میں متعدد سائنسی تحقیقات پیش کی جا چکی ہیں۔ ان سائنسی تحقیقات سے خاص طور پر احادیث میں مذکور آب زمزم کے فضائل وفوائد پر وارد بیانات کی مکمل طور پر تصدیق ہوتی ہے۔ یہ صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ ساری انسانیت کے لئے سبق آموز اور عبرت آموز ہے۔ اس سلسلے کی بعض تحقیقات یہاں پیش کی جا رہی ہیں۔

جرمن سائنسدان ڈاکٹر کانوٹ فائفر Knut Pfeiffer جو میونخ کے سب سے بڑے طبی مرکز کے سربراہ ہیں ان کی تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ زمزم کے پانی سے جسم کے خلیوں cells کے نظام کی توانائی کی سطح میں حیرت انگیز طور پر اضافہ ہوتا ہے۔ انہوں نے جدہ میں زمزم کے پانی پر تجربات کرنے کے بعد یہ حیرت انگیز انکشاف کیا کہ کوئی بھی کیمیائی پانی mineral water مثال کے طور پر جرمنی کے شہر میونخ کا پانی کیمیائی طور پر صد فیصد صاف و شفاف ہوتا ہے اور اس میں کسی بھی قسم کی آمیزش نہیں ہوتی ہے، اس کے باوجود جسمانی توانائی کے لئے وہ انتہائی مضر اور تباہ کن ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف زمزم کا پانی کیمیائی اعتبار سے صد فیصد صاف وشفاف تو ہوتا ہے ہی مگر جسمانی توانائی کیلئے بھی بے انتہائی فائدہ مند اور صحت

بخش ہے۔ یہ انسانی خلیوں پر انتہائی اہم مثبت اثرات مرتب کرتا ہے اور انسان کی توانائی کے شعبوں energetic fields کو صحتمند اور طاقتور بنا دیتا ہے۔ کئی دنوں تک باقاعدہ اس کو پینے سے انسان مکمل طور پر صحتمند ہوسکتا ہے۔ ڈاکٹر کانوٹ نے مزید حیران کرنے والی یہ بات بھی بتائی کہ زمزم کے متعلق یہ ان کی ابتدائی تحقیقات ہیں، لہٰذا اس کے متعلق اگر انہیں مزید تحقیقات کا وقت اور موقع ملے تو اس کے متعلق مزید حیران کن انکشافات سامنے آسکتے ہیں۔

دنیا کا کوئی بھی پانی جراثیم اور بیکٹیریا سے مکمل طور پر پاک نہیں ہے۔ مگر آب زمزم صد فیصد جراثیم اور بیکٹیریا سے پاک وصاف ہے، سعودی سائنسدان ڈاکٹر یحییٰ کوشک نے اس سلسلے میں اپنی تحقیقات پیش کی ہیں۔ ان کے مطابق زمزم کا پانی ہر قسم کی آلودگیوں سے مکمل طور پر پاک ہے۔ اس کا بالائے بنفشی تابکاری کے ذریعہ معالجہ کیا گیا مگر اس میں کسی بھی قسم کے بیکٹیریا کا کوئی وجود نہیں پایا گیا۔

زمزم کے پانی میں انتہائی اعلیٰ درجہ کی شفافیت پائی جاتی ہے، جو کہ دنیا کے کسی اور پانی میں نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ اس میں بائی کاربونیٹس کی وافر مقدار (۳۶۶ ملی گرام/لیٹر) پائی جاتی ہے، جبکہ فرانس کے آلپس کے پانی میں بھی کاربونیٹس کی مقدار (۳۵۷ ملی گرام/لیٹر) ہے۔

زمزم پر کی گئی سائنسی تحقیقات سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اس میں کیلشیم اور میگنیشیم وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں جسکی وجہ سے اس میں شفایابی کی فطرت پائی جاتی ہے اور اس میں فلورائڈز fluorides کے پائے جانے کی وجہ سے وہ جراثیم کش بھی ہے۔

ان کے علاوہ زمزم کے پانی پر کی گئی متعدد تحقیقات سے یہ انکشافات سامنے آئے ہیں کہ وہ خون کے پلیٹ لیٹس platelets کو بڑھاتا ہے؛ بدن کی قوت مدافعت کو تقویت پہنچاتا ہے؛ ڈبلیو بی سی WBC، اور آر بی سی RBC کی تعداد کو بڑھاتا ہے اور جسم سے سمیت toxicity کو ختم کرتا ہے۔ اسی طرح سے اس کا استعمال بھوک کے اثرات کو بھی کم کرتا ہے۔ زمزم کا مستقل استعمال جسم کو صحیح طور پر پروان چڑھاتا ہے اور جسم کے وزن کو معتدل رکھتا ہے۔ ایک اور تحقیق سے یہ بات آشکارا ہوئی ہے کہ زمزم کے پانی کو آنکھ پر لگانے یا آنکھوں کو زمزم سے دھونے سے آنکھوں کی بینائی میں اضافہ ہوتا ہے اور اس سے آنکھ سے متعلق کئی بیماریوں سے شفایابی حاصل ہوتی ہے، زمزم کا پانی تیزابیت اور سینے کی جلن کو بھی کم کرتا ہے، کیونکہ زمزم کا پانی فطری اعتبار سے الکالین alkaline ہے جو شکم میں جمع ہونے والی زائد ایسیڈ کو غیر جانبدار بنا دیتا ہے، جس سے تیزابیت اور سینے کی جلن کم ہوجاتی ہے۔

جاپانی سائنسدان ماسارو ایموٹو کی تحقیقات

حالیہ سالوں میں ایک جاپانی سائنسدان ڈاکٹر ماسارو ایموٹو Masaru Emoto کی پانی اور آب زمزم پر ایک اہم تحقیق سامنے آئی ہے۔ جس میں انہوں نے پانی پر کیئے گئے اپنے تجربات سے یہ ثابت کیا ہے کہ انسانوں ہی کی طرح پانی کے بھی جذبات اور احساسات ہوتے ہیں، اور انسان کے جذبات اور احساسات کو پانی پر واضح طور پر منتقل کیا جاسکتا ہے۔ اس مفروضہ کو ثابت کرنے کے لئے ڈاکٹر ماسارو اور ان کے ساتھیوں نے پانی پر مثبت اور منفی الفاظ، جذبات اور موسیقی کو پیش کیا، اس کے فوراً بعد انہوں نے پانی کو منجمد کیا اس کے بعد تشکیل پانے والے پانی کے بلور crystals کی تصاویر کھینچیں۔ اس تجربہ سے اس بات کے ٹھوس عینی ثبوت فراہم ہوگئے کہ پانی کس طرح مثبت اور منفی توانائی پر اپنا ردعمل ظاہر کرسکتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں اس کا یوں خلاصہ بیان کیا جاسکتا ہے کہ انسانی خیالات، جذبات، احساسات اور انسانی الفاظ کے پانی کے مرکب molecule پر واضح اثرات مرتب ہوتے ہیں، اور پانی انسانی جذبات واحساسات کو منتقل کرنے پر قادر ہے۔ ڈاکٹر ماسارو نے اس کو تجربے کے ذریعہ ثابت کیا ہے اور تصاویر کے ذریعہ دکھایا ہے کہ پانی پر اچھے انسانی جذبات، تشکر اور یہاں تک کہ اچھی موسیقی کے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف پانی پر تیز وترش الفاظ، گالی گلوج اور خراب موسیقی کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لہٰذا ڈاکٹر ماسارو نے پانی کے مالیکیول کی ان دونوں حالتوں میں جو تصاویر خوردبین کے ذریعہ کھینچی ہیں وہ حیرت انگیز طور پر ان ہی جذبات کی عکاسی کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ مثبت نغمہ سے حاصل شدہ پانی کے مالیکیول کی تصویر انتہائی خوشنما اور جاذب نظر ہیں جبکہ منفی خیالات اور منفی نغمہ سنجی کے بعد کھینچی گئی تصاویر انتہائی پراگندہ اور بے معنی نظر آتی ہیں۔ ڈاکٹر ماسارو نے اپنی اس تحقیق میں یہ حیرت انگیز انکشاف بھی کیا کہ پانی پر سب سے زیادہ جس لفظ کی تاثیر ہوتی ہے وہ لفظ ''اللہ'' ہے۔ لہٰذا پانی پر لفظ اللہ کے پڑھنے کے بعد پانی کے بلور crystal کی جو تصویر اتاری گئی ہے وہ سب سے زیادہ دلکش اور خوشنما تصویر ہے۔ اسی طرح ماسارو کی تحقیقات سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جب پانی پر قرآنی آیات کی تلاوت کی گئی تو پانی کے ایٹم مزید فعال اور متحرک ہوگئے۔ ڈاکٹر ماسارو کی تحقیقات پر اسلامی نقطہ ءنظر سے راقم نے ایک الگ مضمون میں تفصیلی بحث کی ہے۔ ڈاکٹر موصوف کی تحقیقات پر اس مختصر تمہید کے بعد آبِ زمزم کے متعلق ان کی تحقیقات ملاحظہ ہوں۔

آب زمزم کے متعلق ڈاکٹر ماسارو کی تحقیقات

ڈاکٹر ماسارو جنہوں نے دنیا کے مختلف پانیوں کا کیمیائی تجزیہ کیا ہے اور ان کے بلور کی تصویریں

اتاری ہیں زمزم کے پانی کے متعلق لکھتے ہیں: ''زمزم کا پانی روئے زمین کا سب سے زیادہ صاف وشفاف پانی ہے۔ اس سے زیادہ شفاف پانی روئے زمین پر نہیں پایا جاتا ہے۔'' ڈاکٹر ماسارو نے نانو Nano ٹیکنالوجی کے ذریعہ یہ دریافت کیا کہ زمزم کا پانی دوسرے عام پانیوں سے ایک ہزار گناہ زیادہ طاقتور ہے۔ یعنی کہ اگر زمزم کے ایک قطرہ کو عام پانی کے ایک ہزار قطروں میں ملادیا جائے تو سارا عام پانی معیار اور خصوصیات میں زمزم کے مانند ہوجائے گا۔ ماسارو نے یہ بھی پتہ لگایا کہ زمزم کے ایک قطرے میں موجود معدنیات minerals کسی اور پانی میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ ماسارو نے مزید یہ بھی انکشاف کیا کہ زمزم کے پانی کے اجزائے ترکیبی کو کسی بھی طرح سے تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ ایسا کیوں ہے سائنسدانوں کے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ یہاں تک کہ زمزم کے پانی کو ریسائیکل کیا بھی گیا مگر اس کے باوجود وہ تبدیل نہیں ہوا بلکہ جوں کا توں صاف وشفاف برقرار رہا۔ زمزم کے متعلق ڈاکٹر ماسارو کی تحقیقات کا ایک اور خوشگوار پہلو یہ ہے کہ زمزم کے پانی کے بلور crystal کی خوردبینی تصویر اتارنے پر وہ منفرد طور پر دو بلوروں سے متشکل پایا گیا جو ایک کے اوپر ایک واقع تھے، جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ یہ زمزم کے دو حرفوں ''زم'' اور ''زم'' سے متشکل ہونے کی وجہ سے دو بلوروں سے متشکل ہے۔

آب زمزم سے شفایابی کے واقعات

زمزم کا پانی عمومی طور پر شفا ہے ہی مگر زمزم کے پانی سے خصوصی طور پر شفایابی حاصل کرنے کے واقعات کا ظہور دور نبوی سے لے کر آج تک برابر ہو رہا ہے جن کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔ علامہ ابن قیم جوزیہ نے زمزم کے پانی کو تمام پانیوں کا سردار، سب سے اعلیٰ اور قابل احترام قرار دیا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب الطب النبوی میں زمزم کے متعلق اپنے دور کے بہت سے تجربات قلم بند کئے ہیں کہ آب زمزم سے بہت سارے امراض سے شفا ملی اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کے دور میں لوگ پندرہ پندرہ دن تک بغیر کھانا کھائے ہوئے صرف زمزم پر زندہ رہتے۔

موجودہ دور میں مسلم اطباء نے بھی اس پر طبی تجربے کئے ہیں اور اسے انتہائی مفید پایا ہے۔ ایک پاکستانی طبیب ڈاکٹر غلام رسول قریشی جو علم الامراض کے پروفیسر ہیں انہوں نے تجربات سے یہ ثابت کیا ہے کہ زمزم میں فولاد، میگنیز، جست، گندھک اور آکسیجن کی کافی مقدار کے پائے جانے کی وجہ سے یہ پانی خون کی کمی کو دور کرتا ہے، دماغ کو تیز کرتا ہے اور ہاضمہ کی اصلاح کرتا ہے۔ حالیہ سالوں میں اخبارات اور مجلّات میں ایسی کئی واقعات رپورٹ ہوئے ہیں جن میں زمزم کے پانی سے کئی موذی بیماریوں سے چھٹکارا ملا ہے جن میں کینسر، پتھری، گردے کی بیماریاں، خون کی بیماریاں، آنکھوں کی بیماریاں اور اس کی بینائی میں اضافہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ طوالت کے خوف سے ان کی تفصیل سے یہاں گریز کیا جا رہا ہے۔

آب زمزم کے متعلق بی بی سی کی متنازعہ رپورٹ

ایک طرف زمزم کے پانی کی بے پناہ افادیت کے متعلق جدید سائنسی تحقیقات کا ایک انبار سامنے آرہا ہے جس سے روز افزوں زمزم کے پانی کی اہمیت وافادیت مسلم ہوتی جارہی ہے اور اسکے نئے نئے گوشوں سے پردہ اُٹھ رہا ہے تو دوسری طرف بعض حلقے زمزم کے خلاف منفی پروپیگنڈا میں مصروف نظر آتے ہیں، اس سلسلے میں بی بی سی کی ایک متنازعہ رپورٹ جو مئی ۲۰۱۱ کو نشر ہوئی قابل ذکر ہے، اس رپورٹ میں بتایا گیا کہ زمزم کا پانی جو برطانیہ میں تجارتی طور پر فروخت ہوتا ہے اس میں نائٹریٹ، نقصان دہ بیکٹیریا اور ارسنک کی سطح نقصاندہ حد تک زیادہ پائی گئی، جس سے کینسر جیسا مرض لاحق ہوسکتا ہے۔

مگر بعد کی تحقیقات سے پتہ چلا کہ برطانیہ میں آب زمزم کی جانچ کرنے کا طریقہ کار بجائے خود ناقص، ناکافی اور متعصّبانہ تھا۔ آیا ان کی جانچ آب زمزم پر ہی تھی یا کسی اور پانی پر کیونکہ حکومت سعودی عرب زمزم کو کہیں بھی تجارتی طور پر بیچنے کی اجازت نہیں دیتی۔ سعودی اہلکاروں کا یہ بھی کہنا ہے کہ زمزم کے پانی کی جانچ فرانسیسی کمپنی کارسولیسل کی جانب کرائی گئی ہے جو فرانسیسی وزارت صحت کی جانب سے مصدق شدہ ہے۔ ان جانچوں کی رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ زمزم کے پانی میں مذکورۂ بالا کیمیائی عناصر (ارسنک) کی مقدار عالمی ادارۂ صحت (WHO) کی جانب سے اجازت شدہ مقدار سے کافی کم ہے۔ سعودی جیولوجیکل سروے کے صدر زہیر نواب کا کہنا ہے کہ زمزم کے پانی کے نمونوں کی جانچ عالمی معیار کے آلات اور ٹکنالوجی کے ذریعہ روزانہ کی بنیاد پر جانچ کی جاتی ہے۔ لہذا بی بی سی کی رپورٹ نہ صرف من گھرٹ ہے بلکہ آب زمزم کی اہمیت ومقبولیت کو کم کرنے کی ایک منصوبہ بند کوشش ہے۔

آب زمزم ایک زندہ جاوید معجزہ

درحقیقت آب زم زم اسلام کا ایک زندہ جاوید اور سراپا معجزہ پانی ہے۔ جس طرح آب زمزم کا ظہور ہی ایک معجزہ کے ذریعہ ہوا تھا اسی طرح اس کا وجود آج تک سراپا ایک معجزہ بنا ہوا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ آب زمزم کے فضائل وفوائد کے متعلق جتنی بھی احادیث وارد ہوئی ہیں ان کی معنویت خاص طور پر آج کے دور والوں کے لئے ہے جو ایک ایک کرکے جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں سچ ثابت ہورہے ہیں۔ لہذا زمزم کے پانی پر جس ناحیہ سے بھی اور جتنی بھی تحقیقات کی جارہی ہیں ان سے اس کے نئے نئے اسرار کھل رہے ہیں اور اس کے نئے گوشے سامنے آرہے ہیں۔ امید ہے کہ مستقبل میں آب زمزم پر مزید سائنسی تحقیقات سامنے آئیں گی اور اس کے مزید اسرار ورموز دنیا کے سامنے کھل کرآئیں گے۔ اس سلسلے میں مسلم یونیورسٹیوں کو پہل کرنے کی ضرورت ہے۔ بہرحال آب زمزم کے بے پناہ معجزے جن کی تفصیل اوپر بیان کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے:

☆ زمزم کے کنویں کا ظہور معجزانہ طور پر ہوا جس پر احادیث کیساتھ ساتھ بائبل اور یہودیوں کی دوسری کتب گواہ ہیں ☆ زمزم کا کنواں باجود کثرتِ استعمال کے اپنی تقریباً چار ہزار سالہ تاریخ میں کبھی بھی خشک نہیں ہوا ☆ اس میں موجود نمکیات کی مقدار ہمیشہ یکساں رہتی ہے ☆ اس کے ذائقے اور بُو میں آج تک کسی بھی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ☆ آب زمزم دنیا کا واحد پانی ہے جو کسی بھی قسم کی نباتاتی یا حیاتیاتی افزائش اور آلائش سے پاک وصاف ہے ☆ آب زمزم اپنی اصلی شکل میں حجاج کو فراہم کیا جاتا ہے، اس میں کسی بھی قسم کے کیمیاوی عناصر کی آمیزش نہیں کی جاتی ☆ آب زمزم کے شفا ہونے میں قدیم اور جدید طب وسائنس یکساں طور پر قائل ہیں ☆ فرمان نبوی جس میں کہا گیا کہ زمزم کا پانی روئے زمین پر پایا جانے والا سب سے اچھا پانی ہے اس کی تصدیق ڈاکٹر ماسارو ایموٹو کی تحقیقات سے بالکل واضح ہوگئی۔ جنہوں نے دنیا بھر کے مختلف پانیوں پر اپنی تحقیقات کے ذریعہ ثابت کیا کہ آب زمزم روئے زمین پر پایا جانے والا سب سے صاف وشفاف اور ایک انوکھا پانی ہے ☆ ڈاکٹر کانوٹ فائفر کی تحقیقات نے یہ ثابت کردیا ہے کہ زمزم کا پانی صرف ترکیبی اعتبار ہی سے دنیا کا انوکھا پانی نہیں ہے بلکہ وہ اپنی انفعالیت میں بھی انوکھا ہے کیونکہ زمزم کے پانی سے جسم کے خلیوں کے نظام کی توانائی کی سطح میں حیرت انگیز طور پر اضافہ ہوتا ہے ☆ آب زمزم کے کیمیاوی تجزیہ سے پتہ چلا ہے کہ اس میں غذائیت بھی وافر مقدار میں پائی جاتی ہے۔ جیسا احادیث میں کہا گیا ہے، اس سلسلے میں اہم بات یہ ہے کہ زمزم میں غذائیت ہونے کے باوجود وہ اتنی مقدار میں نہیں پائی جاتی ہے کہ نقصاندہ ہو۔

مصادر ومراجع

۱-صحیح بخاری، امام بخاری، دارطوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ۔ ۲-صحیح مسلم، امام مسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت۔
۳-سنن ابن ماجہ، ابن ماجہ، داراحیاء الکتب العربیۃ، قاہرۃ۔ ۴-مسند احمد، احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۲۰۰۱
۵-سنن دارقطنی، دارقطنی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۲۰۰۴۔ ۶-مسند ابوداؤدطیالسی، ابوداؤدالطیالسی، دار ہجر، مصر، ۱۹۹۹
۷-مسند بزاز، مکتبۃ العلوم والحکم، مدینہ منورہ، ۲۰۰۹ ۸-مصنف عبدالرزاق، عبدالرزاق الصنعانی، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۳ھ
۹-معجم اوسط، طبرانی، دارالحرمین، قاہرہ۔ ۱۰- المستدرک، حاکم نیسابوری، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۰
۱۱-البدایۃ والنہایۃ، ابن کثیر، داراحیاء التراث العربی، ۱۹۸۸۔ ۱۲- الطب النبوی، علامہ ابن قیم جوزیہ، دارالہلال، بیروت
۱۳-طب نبوی اور جدید سائنس، ڈاکٹر خالد غزنوی، ادبی دنیا، نئی دہلی۔

14- Good News Bible, The Bible Society of India, Bangalore.

15-Jewish Encyclopedia, USA, 1901.

16- The Hidden Messages in Water, Masaru Emoto, Atria Paperback, New York, 2011.

17- The Miracle of Water, Masaru Emoto, Atria PB, New York, 2011.

18-https://www.youtube.com/watch?v=-OTIrpxzo54

محمد عبداللہ بن شمیم ندوی*

عجلت پسندی قرآن وحدیث کی روشنی میں

اللہ نے اپنی تمام مخلوقات میں انسان کو اشرف اور افضل بنایا ہے، انسان کو تمام مخلوقات پر یہ امتیاز ایسے ہی نہیں مل گیا بلکہ اسکی اہم وجہ انسان کے اعمال کے ساتھ جزا وسزا کا منسلک ہونا اور دیگر مخلوقات کے مقابلے میں بہت سی صفات کا حامل ہونا ہے۔

اللہ نے انسان کو جن صفات سے نوازا کچھ تو انسان اور حیوان میں مشترک ہیں جیسے بھوک لگنا، نیند کا آنا، محبت کرنا اور غصہ آنا وغیرہ، اور کچھ صفات میں انسان سب سے ممتاز ہے جیسے صفت ملوکیت، تعلیم وتعلم، تدبیر کرنا ایجادات کرنا، وغیرہ۔ اللہ نے انسانی صفات کو ایسے سانچے میں ڈھالا گیا ہے کہ وہ انہیں اچھے اور برے مواقع پر یکساں استعمال کرسکتا ہے، ان سے اچھا اور برا دونوں طرح کا کام لے سکتا ہے۔ چنانچہ انسان کو من جانب اللہ کچھ اصول وضوابط دے کر ان صفات کے استعمال میں آزادی دی گئی ہے، اب چاہے وہ ان کا اچھا استعمال کرے اور جزا کا مستحق ہو جائے اور چاہے تو ان کو برا استعمال کر کے اپنی دنیا اور آخرت کا نقصان کر لے۔ چنانچہ انسان کی ایک صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ بہت جلد باز واقع ہوا ہے ارشاد خداوندی ہے:

خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ عَجَلٍ (الانبیاء: ۳۷)

''انسان جلد باز مخلوق ہے (یعنی وہ ہر کام میں جلد بازی چاہتا ہے''

عجلت پسندی بذات خود کوئی بری چیز نہیں ہے بلکہ بسا اوقات یہ مقصود ومطلوب ہوا کرتی ہے جیسے کسی گناہ کے ہوجانے کے بعد توبہ میں عجلت مطلوب ہے اور عند اللہ یہی محمود ہے، ارشاد خداوندی ہے:

وَ سَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ جَنَّۃٍ عَرۡضُہَا السَّمٰوٰتُ وَ الۡاَرۡضُ (آل عمران: ۱۳۳)

''اپنے رب کی مغفرت اور اس کی اس جنت کی طرف ایک دوسرے سے جلدی پہونچنے کی کوشش کرو جس کی وسعت آسمان اور زمین ہے۔''

* اسکالر ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی، علیگڑھ

نماز جمعہ کے تعلق سے بھی جلد بازی کا حکم ہے ارشاد باری ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الجمعه: ۹)

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن (جمعہ کی) نماز کے لئے اذان دی جائے تو فوراً اللہ کے ذکر کی طرف تیزی سے چل پڑو اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو، اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہت نفع کی چیز ہے۔''

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کار خیر میں پہل کرنے کا حکم دیا ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: بادروا بالاعمال الصالحة (مسلم ۱٦۹) ''اچھے کام کرنے میں جلدی کیا کرو۔''

یہ آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ ہمیں بتا رہی ہیں کہ جلد بازی فی نفسہ بری صفت نہیں ہے بلکہ بعض جگہ تاخیر ہی باعث مذمت ہوا کرتی ہے، لیکن کچھ جگہیں ایسی بھی ہیں جہاں عجلت پسندی اللہ کو نہایت ناپسند ہے اور ایسی جگہوں پر اللہ نے انسان کو اپنی اس صفت کو کنٹرول کر کے صبر و تحمل سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ عام طور سے انسان کی عادت ہے کہ وہ سنی سنائی باتوں کی تحقیق کئے انہیں بغیر جلد بازی میں پھیلا دیتا ہے، ہمیں کبھی کوئی ایسی خبر سننے کو ملتی ہے جس کا تعلق ہمارے جذبات سے ہوتا ہے اور اس وقت ہمارا دل بے قابو ہو جاتا ہے اور ہمیں مجبور کرتا ہے کہ جلد از جلد یہ بات دوسروں تک پہونچائیں اور ہم اپنے جذباتوں کی رو میں بہہ کر بنا جانچ پڑتال کے اسے آگے بڑھا دیتے ہیں جو کبھی کبھار ہمارے اور دوسرے لوگوں کے لئے ایسی باعث نقصان بن جاتی ہیں جن کی تلافی ہم چاہ کر بھی نہیں کر سکتے۔

قرآن پاک نے بلاتحقیقی باتیں پھیلانی سے سختی سے منع کیا ہے ارشاد خداوندی ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ ۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا ۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ (الحجرت: ٦)

''اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی غیر معتبر شخص کوئی خبر لیکر آئے تو اسکی جانچ پرتال کر لو کبھی تم کسی قوم کو انجانے میں کوئی نقصان پہونچا دو اور پھر پنی اس حرکت پر نظریں اٹھانے کے لائق نہ رہو۔''

آپ اپنے اطراف کا جائزہ لیجیے کہ دن بھر میں ہزاروں من گھڑت باتیں بلاتحقیق آگے بڑھا دی جاتی ہیں اور ان کی جانچ پڑتال کے تعلق سے ہم سوچنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک ہندوستان میں ہونے والے بیشتر فسادات انھیں افواہوں کی دین ہیں جواب تک

ہزاروں زندگیاں تباہ کر چکے ہیں۔یہ تو اجتماعی زندگی کے نقصان کی ایک جھلک ہے لیکن اگر ہم اپنی انفرادی زندگی میں بھی جائزہ لیں تو گھریلو، معاشرتی اور خاندانی ہرطرح کونقصان ہماری اس عجلت پسندی کے سبب ہوتا ہے۔

اس لئے آج کل سوشل میڈیا (فیس بک، واٹس ایپ، یوٹیوب) کے صارفین کی یہ بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی بھی میسج، پوسٹ یا ویڈیو کو بلاتحقیق ہرگز نہ پھیلائیں، ورنہ ہماری یہ نادانی ہمیں اور دوسروں کو کسی نا قابل تلافی نقصان سے دوچار کرسکتی ہے۔اسی طرح عجلت پسندی جن کاموں میں اللہ کو نا پسند ہے ان میں سے ایک بدگمانی ہے، یعنی کسی کے تعلق سے اپنے دل میں غلط خیال رکھنا۔

آپ ذرا غور کیجئے! یہ بیماری کس قدر ہم میں رچ بس گئی ہے کہ ہمیں اس کی سنگینی کا احساس تک نہیں ہو پاتا، ہم کسی شخص کے کسی ایک عمل کو دیکھ کر بلکہ اس کے متعلق ایک بات سن کر ہی اس سے بدگمان ہو جایا کرتے ہیں اور پھر اس کے بارے میں اپنا ایک فرضی نظریہ قائم کر کے ساری زندگی اسی نظر سے اسے دیکھا کرتے ہیں، جبکہ اپنے بارے میں ہماری خواہش ہوتی ہے کہ لوگ ہمیشہ ہم سے خوش گمان رہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس قدر جلدی گمان قائم کرنے والوں کو سخت نوٹس دیا ہے ارشاد فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ (الحجرات: ۱۲)

"اے ایمان والو! زیادہ تر گمانوں سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔"

بدگمانی انسانی معاشرے کا وہ ناسور ہے جو آہستہ آہستہ محبتوں کو ختم کر کے نفرتوں کو جنم دیتا ہے، اسلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بچنے کا سختی سے حکم دیا، فرمایا:

ایاکم و الظن فان الظن اکذب الحدیث(بخاری)

"تم لوگ برے گمانوں سے بچتے رہو، کیونکہ بدگمانی سے بڑھ کر کوئی جھوٹی بات نہیں ہے۔"

ہمیشہ یاد رکھیے! اپنے کسی بھی بھائی بہن کے تعلق سے فوراً بدگمان ہونے سے بچئے! پہلے اچھی طرح اس کو پرکھ لیجئے بہت ممکن ہے کہ آپ خود ہی غلطی پر ہوں، آپ خود سوچئے کیا آپ اس بات کو گوارا کریں گے کہ کوئی آپ کی ناکردہ خطا پر آپ سے بدگمان ہو جائے؟ تو پھر یہی معیار ہم اپنے ہی بھائی کے سلسلے میں کیوں نہیں رکھتے؟ چنانچہ علماء فرماتے ہیں، دل کا سکون اور زندگی کی حقیقی خوشی چاہتے ہو تو اپنے بھائیوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا سیکھو، کیونکہ بدگمانی کرنے والے سے ذہنی سکون چھین لیا جاتا ہے۔

(بقیہ ص ۵۹ پر)

طارق عمیر عثمانی*

آخری وحی

اللہ اپنے بندوں سے کیا کہتا ہے؟......کیا چاہتا ہے؟

قرآن حکیم اللہ کا آخری کلام ہے جو اس نے اپنے آخری نبی خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور ان کے ذریعے اپنے بندوں کو خطاب کیا۔ یہ آخری پیغام کیوں کہ تمام دنیا کے انسانوں کیلئے ہے...... ہر زمانے کیلئے ہے...... ہر قوم کیلئے ہے...... ہر ملک اور ہر خطے کیلئے ہے اور اس کو قیامت تک اسی طرح باقی رہنا ہے جس طرح یہ نازل ہوا تھا۔

زمانہ کتنی بھی گردش کرتا رہے......وقت کتنا بھی گزر جائے......حالات کتنے بھی بدل جائیں...... مگر قرآن نہیں بدلے گا، اس کی رہنمائی پہلے دن کی طرح تازہ اور سرسبز وشاداب رہے گی۔

وقت گزرنے کے ساتھ زبانوں کے اسلوب بدل جاتے ہیں، تعبیریں بدل جاتی ہیں، اندازِ بیان کچھ کا کچھ ہوجاتا ہے بعض الفاظ استعمال میں نہیں رہتے، وہ پرانے ہوکر ماضی کی داستان بن جاتے ہیں۔ بعض اوقات زبان مردہ ہوجاتی ہے، اس کا استعمال باقی نہیں رہتا اور اسکا سمجھنا سمجھانا دشوار ہوجاتا ہے، لیکن عربی زبان جس میں خدا کا کلام ہے ترقی کرتے کرتے کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے مگر تمام تر ترقی کے باوجود قرآن کی زبان سے آگے نہیں نکل سکی، آج بھی قرآن کا ادب معیاری ادب ہے اور اس کی تعبیرات اسی طرح تابندہ اور درخشاں ہیں جس طرح نازل ہونے کے وقت تھیں۔

بدلتے ہوئے وقت اور حالات میں اس سرچشمہ ہدایت قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرکے ہم اپنے مسائل اور مشکلات کو حل کرسکتے ہیں، اس لئے قرآن پاک کی تفسیر کی ضرورت اس کی تشریح اور وضاحت کی حاجت نازل ہونے کے وقت بھی تھی اور آج بھی ہے۔

آج سائنٹفک دور ہے، انسان سائنس کی روشنی میں مسائل کو دیکھنا سمجھنا اور حل کرنا چاہتا ہے، اس سلسلے میں ایک نئی تفسیر ہمارے سامنے آئی ہے، میں چاہتا ہوں کہ اسکی چند خصوصیات کے بارے میں آپ

---

* دارالسلام، دہلی گیٹ، مالیرکوٹلہ (پنجاب) انڈیا

سے تھوڑی سی گفتگو کروں، اس تفسیر کی چند خصوصیات اور اسکے کچھ امتیازات درج ذیل ہیں:

(۱) یہ تفسیر ہر مذہب، ہر مسلک اور ہر طبقے کے لئے فائدہ مند ہے، یہ تفسیر بتاتی ہے کہ آخری وحی ہمارے پروردگار کا پیغام کیا ہے، وہ اپنے بندوں سے کیا کہتا ہے اور کیا چاہتا ہے، اس میں فقہی مسائل سے کوئی بحث نہیں کی گئی ہے۔

(۲) مسلمانوں کی طرح غیر مسلم بھی اس سے بلا تکلف فائدہ اٹھا سکتے ہیں کیوں کہ نکتہ نظر یہ ہے کہ قرآن مجید تمام انسانوں کے لئے ہے۔ اس کا خطاب تمام بندوں سے ہے، وہ ہر ایک کے دل پر دستک دیتا ہے اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، اس کی فطرت کو جھنجھوڑتا ہے، اس کے دل پر اثر انداز ہوتا ہے، وہ عقل کو بھی خطاب کرتا ہے، جذبات سے بھی بات کرتا ہے اور دلوں کو بھی پکارتا ہے، قرآن مجید کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہوکر اپنی بات روح کی گہرائی تک پہنچا دیتا ہے، یہ تفسیر اسی رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔

(۳) اس تفسیر کی ایک خصوصیت اور امتیاز یہ ہے کہ کہیں بھی حقائق سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کی گئی ہے۔ صداقت کو صداقت کی طرح پیش کر دیا گیا ہے۔

(۴) اس تفسیر جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس میں ایک بہت اہم پہلو جو قابل غور ہے وہ ربطِ آیات اور تسلسل ہے، اگر آپ بغیر قرآن مجید کے متن کے اس تفسیر کو پڑھتے چلے جائیں تو آپ کو ایسا لگے گا کہ آپ ایک مربوط کتاب پڑھ رہے ہیں۔ بیچ میں آپ کو کوئی خلا محسوس نہیں ہوگا۔

(۵) اندازِ بیان میں سادگی، ندرت اور ادبی چاشنی جگہ جگہ محسوس ہوگی، کہیں کہیں مناسب شعر لا کر اپنی بات کو مؤثر بنا دیا گیا ہے۔

(۶) اگر کسی قصے یا آیت کے بارے میں مختلف تشریحات اور اقوال پائے جاتے ہوں تو اس تفسیر میں صرف ایک منتخب اور معتبر قول کو ہی لیا گیا ہے تا کہ پڑھنے والے کی ذہن میں مختلف اقوال نقل کرنے سے انتشار پیدا نہ ہو۔

(۷) اس تفسیر کا پہلا ایڈیشن روح القرآن کے نام سے جلالین کے ساتھ شائع ہوا تھا۔ جلالین کا اردو ترجمہ دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مفتی حضرت مولانا مفتی عزیزالرحمٰن عثمانی کا کیا ہوا ہے۔ اس کی پہلی اور دوسری جلد کا اجراء رانچی کے بڑے اجتماع ارباب حل و عقد میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر مولانا سید رابع حسن ندوی نے اپنے دست مبارک سے کیا تھا اور مبارک باد کے دستخط کر کے ایک کاپی مصنف کو پیش کی تھی۔ دوسری جلد کا اجراء امیر شریعت

بہار واڑیسہ مولانا سید نظام الدینؒ نے اپنے دست مبارک سے کیا تھا اور اپنے دستخط کے ساتھ مصنف کو ایک کاپی عنایت فرمائی تھی۔

(۸) اب یہ دوسرا ایڈیشن بغیر جلالین کے نورالقرآن کے نام سے شائع ہوا ہے، اس پر تقریظ اور تاثرات کا اظہار دارالعلوم وقف دیوبند کے صدر مہتمم خطیب الاسلام مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ العالی نے کیا ہے اور دارالعلوم وقف دیوبند کے مہتمم مولانا محمد سفیان قاسمی نے اپنے تفصیلی خیالات کے اظہار فرمایا ہے، تفسیر نورالقرآن حضرت مولانا محمد سالم قاسمی اور اکابر ملت کا پسندیدہ تفسیر ہے۔

(۹) قرآن مجید کا ترجمہ ہر لفظ کا الگ الگ بھی دیا گیا ہے تا کہ عربی زبان کے نہ جاننے والے کو معلوم ہو جائے کہ کس لفظ کے کیا معنیٰ ہیں، اس کے بعد پوری آیت کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔

(۱۰) دارالسلام مالیرکوٹلہ (پنجاب) کی پچیس سالہ دینی اور علمی خدمات کا یہ بڑا اہم حصہ ہے، مصنف کو اس تفسیر کے لکھنے میں عمر کے بیس قیمتی سال لگانے پڑے ہیں۔

(۱۱) دیوبند کے مشہور ادارے فیصل انٹرنیشنل نے اس کو بڑے اہتمام کے ساتھ نہایت خوب صورت انداز میں شائع کیا ہے۔

(۱۲) یہ سات جلدوں میں ہے اور ہر ایک جلد میں پانچ پارے ہیں، آخری پارہ عم ایک مستقل جلد میں ہے، کل صفحات ۴۰۲۱ ہیں۔

سورۂ فاتحہ کی تفسیر بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وہ آیت ہے جس سے قرآن کی ہر سورت کا شروع کیا جاتا ہے، سورہ توبہ کے علاوہ ہر سورت کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوتا ہے۔

محققین لکھتے ہیں کہ اس طرح ایک سو تیرہ مرتبہ بسم اللہ ہر سورت کے آغاز میں اور سورہ النمل کی آیت نمبر ۳۰ میں بطور آیت قرآنی آئی ہے۔ ہر آسمانی کتاب کا آغاز بسم اللہ سے ہوا ہے۔

حضرت محمدؐ پر جو پہلی وحی آئی تھی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ پانچ آیتیں تھیں، بعد میں اللہ نے بسم اللہ نازل کر کے رہنمائی فرمائی اور یہ ادب سکھایا کہ بندہ اپنے ہر کام کا آغاز اللہ کے نام سے کرے۔

کوئی کام کرتے وقت اگر اللہ کا نام لینے کی عادت پڑ جائے تو اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی ہر کام سے پہلے سوچتا ہے کہ کیا یہ کام اس قابل ہے بھی کہ اس پر اللہ کا نام لیا جائے؟ اس طرح آدمی کی فکر صحیح رخ پر کام کرتی ہے، کسی کام میں اللہ کا نام لینے سے اسکے نام کی برکتیں اس کام میں شامل ہو جاتی ہیں

بسم للّٰہالرحمن الرحیم میں اللہ کے نام کے ساتھ اس کے صفت رحمٰن اوررحیم کا ذکر بھی کیا تا کہ معلوم ہوجائے کہ اس کی عطا اور بخشش سے دنیا میں کوئی محروم نہیں ہے اور جولوگ اس سے محبت کرتے ہیں آخرت میں وہ ان کے لئے رحیم ہے۔اس طرح جسم کے تربیت کے لئے رحمٰن اور روح کی تقویت کے لئے رحیم اللہ کی ان دونوں صفات کوشامل کرلیا گیا ہے، یہ ایسے موزوں اور بہتر کلمات ہیں کہ ان سے اچھے کلمات کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

بسم اللہ میں ''ب'' استعانت اور مدد کی طلب کیلئے ہے، گویا اس کتاب کا پہلا حرف ہی بتلا دیتا ہے کہ انسان ایک عاجز بندہ ہے جو ہمہ وقت اللہ کی مدد کا محتاج ہے۔

☆ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے انتہائی تکلیف دہ سفر سے واپس ہوتے ہوئے، زخموں سے چور اور تکلیف سے نڈھال، ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کے باغ میں انگوروں کے سائے میں بیٹھ گئے۔

دونوں بھائی ظالموں کی شرارتوں اور آپ کی مظلومانہ بے کسی سے متاثر تھے، انہوں نے اپنے نصرانی غلام عدّاس کو انگوروں کا خوشہ پلیٹ میں رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔

منعم حقیقی کے قدرشناس سے بسم اللہ کہہ کر انگوروں کی طرف ہاتھ بڑھایا......عدّاس نے حیرت سے کہا......واللہ! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو اس شہر کے لوگ نہیں بولتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدّاس سے پوچھا ''کہاں کے رہنے والے ہو؟''

عدّاس نے کہا: میں نصرانی ہوں اور ''نینوا'' کا رہنے والا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا تم اللہ کے نیک بندے یونس بن متی (علیہ السلام) کی بستی کے رہنے والے ہو۔

آپ ان کو کیسے جانتے ہیں؟ عدّاس نے سوال کیا۔

وہ میرے بھائی ہیں کیونکہ وہ بھی اللہ کے نبی تھے اور میں بھی اللہ کا نبی ہوں۔

یہ سن کر عدّاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گر پڑا اور آپ کے سر مبارک اور ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔

انگور کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا اور اللہ کی نعمت سے فائدہ اٹھانے سے پہلے اس کا نام لینا اس کے رحمٰن ورحیم ہونے کا ذکر کرنا......مؤثر ثابت ہوا، دل کو جھکا گیا۔عدّاس نے بسم اللہ کی معنویت اور اس کی حقیقت کو محسوس کرلیا تھا۔

جناب راجہ میاں نور محمد نظامی*

حضرت مولانا احمد ہزاروی فاضل سکندر پوریؒ

ناموفقیہ، محدث اور جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا احمد ہزاروی فاضل سکندر پوری دارالعلوم دیو بند کے ابتدائی دور کے فاضلین اور مدرسین میں سے تھے۔ قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ المتوفی ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء کے دست گرفتہ اور زمرہ خواص میں شامل تھے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں آپکے تصدیقی دستخط ''احمد الہز اروی'' کے نام سے موجود ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے جید علمائے کرام و مشائخ عظام آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

مولد و تاریخ پیدائش

آپ کی پیدائش موضع سکندر پور ضلع ہری پور ہزارہ میں سکھوں کے عہد حکومت ۱۲۵۹ھ بمطابق ۱۸۴۳ء میں ہوئی۔

خاندان آبائی وطن

آپکا خاندانی تعلق علاقہ ہزارہ کی ریاست تناول میں آباد مشہور تنولی قبیلے کی شاخ ہندوال سے ہے، تناول ریاست کے مشہور نواب آف انب در بند بھی اسی شاخ سے تعلق رکھتے رہیں، مختلف مؤرخین و مصنفین نے اپنی کتب تواریخ و تذکرہ میں اس تنولی قبیلہ کو کہیں افغانوں کہیں مغلوں اور کہیں راجپوتوں کی شاخ لکھا ہے جبکہ مولانا محمد شمس الاسلام ساکن کالنجر کے بقول یہ قریش عباسی (ڈھونڈ اندوال) ہیں۔(علماء کی کہانی خودان کی زبانی:ص۵۰)

والد گرامی

آپ کے والد گرامی مولانا عبداللہ بن شاہ ولی خانؒ موضع کالنجر نزد صوابی میرا جو در بند روڈ پر ہری پور سے پندرہ میل کے فاصلے پر واقع ہے (جو تربیلہ جھیل کے شمالی کنارے پر واقع ہے) ضلع ہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی شاہ ولی خان موضع کالنجر کے بڑے زمینداروں میں سے تھے،

---

* معروف مخطوطات شناس، مصنف اور صحافی ٹیکسلا

مولانا عبداللہ نے تمام علوم وفنون کی تحصیل ہزارہ اور اٹک کے مدارس میں کی،فراغت کے بعد اپنے استاد مولانا شیخ احمد علوی (المعروف میاں صاحب ملک یار) کے ہاں تدریس کرتے تھے۔آپ سکندر پور کے رئیس اعظم قاضی عبدالغفار گولڑی اعوان المتوفی ۱۲۸۹ھ بمطابق ۱۸۷۲ء میاں صاحب ملکیار والوں سے درخواست کر کے آپ کو امامت وتدریس کے لیے سکندر پور سے آئے،آپ نے سکندر پور میں نماز جمعہ کا اجراء بھی کیا اور سکندر پور میں نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔۲۲ ماہ رجب المرجب ۱۲۹۶ھ بمطابق ۱۸۷۹ء کو موضع قاضیان کے مولانا احمد صاحب نے قدیم مسجد کی تعمیر نو شروع کی اس کے لیے ایک تقریب منعقد کی جس میں علاقے کے تمام جید علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی۔سنگ بنیاد رکھنے والوں میں آپکے علاوہ مولانا لمان محمد علوی فرزند مولانا شیخ احمد علوی المعروف میاں صاحب ملکیار، میاں صاحب کے فرزند سید احمد، سید مخدوم شاہ ساکن موضع جامہ اور خواجہ عبدالرحمٰن چھوروی جیسے اکابر شامل تھے۔راقم الحروف کے ہاں مولانا فضل احمد جابری انصاری ساکن حطار کی ایک قلمی بیاض موجود ہے جس میں آپ کی بعض تحریریں بھی شامل ہیں اور ایک دست نویس مکتوب بھی موجود ہے۔ نیز آپ کا ایک فتویٰ مولانا فیض عالم ساکن درویش کی کتاب صیانیة الاکیاس عن وسوسة الخناس میں موجود ہے۔ایک متقی، ماہر علوم و فنون اور مستجاب الدعوات عالم تھے۔یکم ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۸ جنوری ۱۹۰۴ء کو صبح صادق کے وقت فوت ہوئے نماز جنازہ مولانا قاضی امیر حمزہ قریشی (ساکن بھوئی گاڑ) نے پڑھائی اور قبرستان ہنجیرہ قاضی میر عالم سکندر پور گاؤں کے باہر شمال مشرق کی طرف دفن ہوئے۔آپ نے اپنے آبائی گاؤں موضع کالنجر کے مولانا میر عبداللہ کی دختر جو مولانا غلام ربانی کی ہمشیرہ تھیں سے شادی کی تھی جس سے ایک فرزند شیخ الحدیث مولانا احمد فاضل ہزاروی تھے دیگر اولاد کے متعلق نہ معلوم ہوسکا۔آپ کی آبائی قصبہ کالنجر میں کافی معقول جائیداد تھی۔(علماء کی کہانی خود ان کی زبانی ص ۲۴۹)

مشہور تلامذہ

آپکے چند مشاہیر تلامذہ یہ حضرات ہیں:

(۱) مولانا احمد ہزاروی فاضل سکندر پوری (فرزند)

(۲) مولانا حیات گل ہری پور المتوفی ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۶ء مدفن پہاڑ وکوٹ

(۳) قاضی میر عالم رئیس اعظم سکندر پور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہزارہ۔

(۴) مولانا غلام حسین ساکن ساہو والا ضلع سیالکوٹ

(۵) مولانا حبیب اللہ فرزند زادہ موضع مہری نذد سرائے صالح ضلع ہری پور

تعلیم واساتذہ

درسیات کی اکثر کتب اپنے والد ماجد مولانا عبداللہ سے پڑھنے کے بعد بعض علوم کی تعلیم بھوئی گاڑ میں حاصل کی، اعلیٰ کتب کی تعلیم کے لیے ہندوستان تشریف لے گئے، مختلف مدارس میں سے ہوتے ہوئے حیدر آباد دکن میں مولانا ابوالحسنات عبدالحیٔ لکھنوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مختلف کتب کی تعلیم حاصل کی۔ اسی ہی دوران اپنے استاد گرامی کو نماز قضا عمری کے بارے میں اور اپنے علاقے کے رسوم و رواج اور علمائے زمانہ کی حیلہ سازیوں سے آگاہ کرتے ہوئے اصرار کیا کہ آپ اس پر شرعی نقطہ نظر سے بحث فرمائیں مولانا لکھنوی نے اپنی تصنیف "ردع الاخوان عما احد ثوه فی آخر جمعة رمضان" میں لکھتے ہیں۔

> وهذا العبارة قد او قضنی علیها الفاضل النبیل العالم الجلیل المولوی ابو الطیبات احمد بن عبدالله سکندرفوری الهزاروی حیں حضر عندی لتکمیل بقیة کتبه کشرح ملخص چغمینی وغیر ذلك واقام فی مجالس درسی مدة و حصل عندی ما حصل برحة و هو الذی اصر علیٰ لتالیف رسالة فیما هنا لك و ذکرلی ان عوام اطراف بلدته بل بعض خواص اکناف مستقره یهتمون بهذا الصلوٰه غایة الاهتمام ویود وا فیها بالا لتزام بل منهم من یقضی صلوته عمداً ظنا انه یصلی قضاء العمری فی جمعة رمضان فیکون ذلك کفارة
>
> ان عبارتوں سے مجھے فاضل جلیل اور عالم نبیل مولوی ابو الطیبات احمد بن المولوی عبداللہ سکندر پوری الہزاروی نے واقف کر دیا جبکہ وہ میرے ہاں بقیہ کتب شرح ملخص چغمینی وغیرہ کی تکمیل کے لئے پہنچے تھے اور وہ میرے درس کی مجالس میں ایک مدت تک رہے اور انہوں نے مجھ سے جو کچھ حاصل کیا تیزی کے ساتھ حاصل کیا اور انہوں نے ہی مجھے اس رسالہ کی تالیف پر اصرار کیا جو یہ ہے۔

فراغت کے بعد وطن واپس تشریف لائے تو قاضی میر عالم رئیس سکندر پور جو بڑے ذی العلم اور غیر مقلد عالم تھے، تقلید وغیرہ کے مسائل میں آپ سے الجھ گئے، تا اینکہ مولانا نے دوبارہ تحصیل علوم کی طرف رخ کیا اور دیو بند ضلع سہارنپور جا پہنچے، وہاں قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صدر مدرس سے ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۸۰ء میں دورہ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ ۱۷ شوال ۱۲۹۸ھ (ستمبر ۱۸۸۱ء) کو دارالعلوم دیو بند کی نئی عمارت میں پہلا جلسہ دستار بندی منعقد ہوا اس میں مندرجہ ذیل

فضلاء کی دستار بندی کی گئی جس میں آپ بھی شامل تھے۔

☆ مولانا عزیز الرحمٰن دیوبندی ☆ مولانا احمد سکندر پوری ☆ مولانا محمد اسحاق فرح آبادی
☆ مولانا بشیر احمد ہندولہ ☆ مولانا منفعت علی دیو بندی ☆ مفتی رحیم بخش شیر کوٹی
☆ مولانا سراج الحق دیو بندی

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے تقسیم انعامات کے جلسہ سے خطاب کیا اور حضرت رشید احمد گنگوہی نے فضلاء کی دستار بندی کی اور اسناد عطا کیں، دوران قیام دیو بند مولانا ملا محمود (استاد حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیو بندی) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معقول و منقول کی کتابوں کی تکمیل کی۔ دوران تعلیم دیو بند آپکا تقرر بطور معین مدرس ہو گیا تھا اور آپ وہاں طلباء کو ابتدائی کتب پڑھاتے تھے، فراغت کے بعد آپ کا تقرر بطور عربی مدرس ہو گیا اور دو سال مزید آپ وہاں طلباء کو پڑھاتے رہے۔ تاریخ دارالعلوم دیو بند میں آپ کا نام دارالعلوم کے اساتذہ میں سترھویں نمبر پر لکھا ہوا ہے اور مدت تدریس سال ۱۲۹۴ھ (۱۸۲۲ء) تا ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۲ء) درج ہے۔

بیعت

آپ کا سلسلہ بیعت طریقت حضرت قطب الاقطاب مولانا رشید احمد گنگوہی سے تھا، حضرت گنگوہی کے کئی خطوط بہ سلسلہ اسباق تصوف آپکے نام تھے، حضرت مولانا عبدالشکور فاضل دیو بند ساکن کھلا بٹ مدرس مدرسہ احمد المدارس سکندر پور کے بقول میں نے بھی حضرت گنگوہی کے بعض خطوط آپ کے نام دیکھے تھے، جبکہ مولانا عزیز الرحمٰن امیر خسرو ہزاری کے بقول حضرت مولانا عبدالسلام فرزند حضرت محدث سکندر پوری اور بابا نظام الدین سکندر پوری سے سنا ہے، حضرت سکندر پوری کی بیعت حضرت دادا مولانا خواجہ عزیز خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی صاحب مرحوم سے اور یہ کہ حضرت سکندر پوری انکے خلیفہ تھے۔ (علماء کی کہانی خود ان کی زبانی ص ۸۴)

تدریس

دارالعلوم دیو بند سے ۱۲۹۹ھ بمطابق ۱۸۸۲ء میں چھٹیوں کے بعد وطن واپس سکندر پوری آ گئے اور اگلے سال اپنے گاؤں کی مسجد تالاب والی میں (مدرسہ احمد المدارس) میں درس و تدریس شروع کر دی، قاضی میر عالم صاحب سے اکثر نوک جھونک اب بھی رہتی تھی لیکن دیگر علماء عصر کے علاوہ خود قاضی صاحب نے بھی آپکے علم و فضل پر شہادت دی اور قاضی صاحب لکھتے تھے۔ حدیث شریف پڑھانا مولانا احمد کا کام

ہے، قاضی صاحب آپ کے ہم زلف بھی تھے۔ مولانا احمد خود بھی بطور تحدیث نعمت کے فرماتے تھے کہ یہ مشکل ہے کہ کوئی غیر مقلد شخص مجھ سے حدیث پڑھے اور اس میں غیر مقلدیت کا اثر باقی رہے۔ درس و تدریس کا سنتے ہی اطراف عالم سے معقول و منقول اور تفسیر و حدیث پڑھنے کی غرض سے طلبہ کا جم غفیر آپکے ہاں ہجوم کر آیا، صبح سے شام تک پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھتے دوپہر کے وقت معمولی سا آرام فرما لیتے، جب کسی طالب علم کے ساتھ سختی کرتے یا بے اعتنائی برتتے تو آپکے والد ماجد مولانا عبداللہ سکندر پوری کہتے، اے احمد! تیرے پاس طالب علم جمع ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر کر وان کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھو۔ مولانا خلیل الرحمٰن شیخ الحدیث احمد المدارس التوفی لکھتے ہیں میرے استاذ کے استاذ مولانا سکندر علی ساکن شاہ محمد مرحوم نے فرمایا کہ میں رام پور ہندوستان سے گھر جاتے ہوئے سکندر پور آیا مولانا احمد شرح چغمینی ایسے پڑھا رہے تھے جیسے شیر بیٹھا ہوا ہے۔ مولانا سکندر علی جامع شخصیت تھے۔ آپکے بقول ہزارہ میں جامع الفنون ایک یہ بندہ تھا دوسرے مولانا احمد دیگر علماء جامع نہ تھے۔

ڈاکٹر شیر بہادر خان تاریخ ہزارہ میں لکھتے ہیں۔ سبحان اللہ وہ بھی کیا لیل و نہار تھے جب مولوی احمد اور ان کے والد مولوی عبداللہ سکندر پوری تحصیل ہری پور کی دو مختلف مسجدوں میں علوم دین پڑھایا کرتے تھے، ایک مرتبہ باپ سبق پڑھاتے پڑھاتے رک گئے۔ طالب کو کتاب دے کر فرمایا جاؤ احمد سے اس مشکل کا حل معلوم کرو، جب طالب علم نے واپس آ کر بیٹے کی تقریر باپ کو سنائی تو مارے خوشی کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور زبان سے الحمدللہ الحمدللہ پکارنے لگے۔ خال خال کوئی ایسا خوش نصیب باپ ہوتا ہے جیسے احمد جیسا بیٹا ملے۔ پرانے ہندوستان (برصغیر پاک و ہند) کی علمی مجالس میں مولوی احمد فاضل سکندر پوری کے نام سے مشہور تھے۔

تعداد طلبہ

جو منتہی طلبہ دورہ حدیث میں شریک ہوتے ان کے ساتھ چھوٹے طلباء بھی ہوتے۔ شرح ملا جامی، کلاس پڑھتے پڑھتے تخمیناً اسی طلبہ ہو جاتے سب کو آپ خود ہی پڑھاتے، صبح کی نماز کے بعد بیٹھ جاتے دوپہر کھانا گھر جا کر کھاتے اور آرام کرتے۔ پھر ظہر کے بعد سبق شروع ہو جاتا تب کہیں مغرب کے وقت جا کر اسباق ختم ہوتے۔

قاضی القضاۃ

علامہ سید عبدالحیٔ حسن لکھنوی اپنی کتاب نزہۃ الخواطر میں لکھتے ہیں اپنے وطن میں قضاءت کا کام

بھی تدریس کے ساتھ کرتے ہیں۔

قاضی میر عالم ڈپٹی کمشنر ہزارہ آپ کے ہم زلف تھے۔حکومت وقت کی طرف سے آپ اپنے علاقے کے قاضی القضاۃ تھے۔ اس لیے اکثر فیصلے آپ کے پاس آتے تھے لیکن آپکا کمال تقویٰ تھا کہ حکومت کی جانب سے فریقین پر جو آپکا خرچہ پڑتا تھا وہ بھی آپ نہیں لیتے تھے۔فتاویٰ رشیدیہ کے بعض فتویٰ میں آپکے دستخط احمد الہز اروی موجود ہیں۔فتاویٰ دارالعلوم دیو بند بقلم ثانی ۱۳۶۶ھ (۱۹۴۶ء) کے مقدمہ میں آپکا ذکر خیر موجود ہے۔

تعلقات

اپنے علاقے کے مشاہیر علمائے کرام ومشائخ غلام کے ساتھ ساتھ دارالعلوم دیو بند کے صدر مہتمم صاحبزادہ مولانا حافظ محمد احمد بن قاسم العلوم و الخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے برادرانہ اور دوستانہ تعلقات تھے۔

بیادگار احمد المدارس

حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سکندر پوری نے آپکی یاد میں اورآپ کے نام نامی پر سکندر پور کی قدیم اسلامی درسگاہ قائم مسجد تالاب والی کا نام شوال ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۹۵۹ء میں احمد المدارس رکھا۔سید ابو الحسن علی ندوی نے اپنے مکتوبات میں اس مقدمہ کا ذکر کیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے اشتہار دعوت میں آپ کا نام

مذہب احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد بن مرزا غلام مرتضٰی ساکن قادیان ضلع گورداس پور نے ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو برصغیر پاک و ہند کے چھیاسی مشاہیر علمائے کرام اور مشائخ عظام کے نام ایک پمفلٹ بعنوان ''اشتہار دعوت'' شائع کروایا اس کے ضمیمہ میں چھیاسی نام شامل تھے اس کے نمبر چونسٹھ پرآپ کا نام قاضی مولوی احمد ساکن سکندر پور ہزارہ بھی شامل ہے۔

نزھۃ الخواطر جوآپ کی حیات میں لکھی گئی میں آپ کے احوال

علامہ سید عبدالحئ الحسنی لکھنوی المتوفی ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۳ء نے آپکی حیات کے دوران برصغیر پاک و ہند کے جید علماء ومشائخ کے احوال پرآٹھ جلدوں میں ایک ضخیم کتاب عربی میں لکھی ہے جس میں آپ کے مختصر احوال بھی شامل ہیں، لکھتے ہیں:

الشیخ الفاضل القاضی احمد بن فلاں الحنفی الھزاروی احد العلماء و

الصالحین، ولد و نشاء بھزاری و قراء اکثر الکتب الدرسیه علی والده ثم سافر الیٰ دیو بند و اخذ عن اساتذتها فی المدرسة العالیة ثم اجعل الی بلاده ولی القضاء وحصل لله القبول العظیم فی بلاده، وھو الیوم مشتغل بالقضاء والتدریس

''الشیخ الفاضل قاضی احمد بن فلاں حنفی ہزاروی علماء وصالحین میں سے ایک ہیں، ہزارہ میں پیدائش ونشوونما ہوئی، اکثر درس کتب کی تعلیم والد سے حاصل کی بعدازاں دیو بند کا سفر کیا اور مدرسہ عالیہ کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اپنے وطن مین عہدہ قضاء پر فائز تھے، بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی، اس وقت (کتاب کی تصنیف کے وقت) قضاء وتدریس میں مشغول ہیں۔''

وفات و مدفن

بروز اتوار ۱۷صفر ۱۳۳۱ھ بمطابق ۱۹۱۳ء کوآپکا وصال ہوا، سکندر پور گاؤں کے شمال مشرق میں قبرستان ہنجیرہ قاضی میر عالم میں آپ کی تدفین ہوئی۔

اولاد

آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادے مولانا عبدالسلام اور تین صاحبزادیاں تھیں، مولانا عبدالسلام نے تمام علوم وفنون کی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی، دورہ حدیث کے لئے دارالعلوم دیو بند گئے وہاں دوران تعلیم آپ کے والد ماجد فوت ہو گئے اس لیے آپ واپس گھر تشریف لے آئے۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ احمد میر شریف تحصل پنڈی گھیپ ضلع اٹک کے خلفاء میں سے تھے۔ تمام عمر مدرسہ احمدیہ (مدرسہ احمد المدارس کا قدیم نام) میں تدریس کی۔ سکندر پور میں فوت ہو کر دفن ہوئے اولاد میں چار صاحبزادے تھے۔ (۱)مولانا محمد طیب (۲)مولانا محمد طاہر (۳)مولانا محمد قاسم (۴)مولانا محمد صالح

مشہو تلامذہ:

آپ کے تلامذہ میں برصغیر پاک و ہند کے بہت سے مشاہیر علماء مشائخ ہوتے جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:۔

(۱) حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی، ساکن تھانہ بھون ہندوستان

(۲) استاد العلماء مولانا احمد الدین قریشی ساکن بھوئی گاؤں تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک

(۳) مولانا مفتی غلام ربانی قریشی ساکن بھوئی گاؤں تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک

(۴) مولانا محمد رسول خان ہزاروی مدرس دارالعلوم دیو بند موضع اچھڑیاں ضلع مانسہرہ

(۵) خواجہ احمد خان سجادہ نشین میر اشرف ضلع اٹک

(۶) مولانا عبدالجبار ساکن سہریاں گلڑہ ضلع ہری پور ہزارہ

(۷) مولانا مفتی احمد جی ساکن کاکول نزد ایبٹ آباد

(۸) مولانا فتح محمد ضلع ڈیرہ غازی خان

(۹) مولانا صاحبزادہ محمد اکرم شاہ سجادہ نشین خانقاہ فاضلیہ نزد ٹیکسلا ضلع راولپنڈی

(۱۰) مولانا صاحبزادہ محمد اسحاق المعروف اکبر شاہ

(۱۱) مولانا صاحبزادہ غلام یحییٰ شاہ متوفی ۱۳۲۵ھ /۱۹۰۷ء گڑھی افغاناں (یہ آپکے داماد تھے)

(۱۲) مولانا گل حسن نعمانی فاضل دیو بند ساکن بفہ ضلع مانسہرہ

(۱۳) مولانا محمد دین ساکن میر پور کاہل نزد ہری پور ہزارہ

(۱۴) مولانا قاضی محمد اسماعیل ساکن بالاکوٹ ضلع مانسہرہ

(۱۵) مولانا قاضی اسحاق

(۱۶) مولانا یار محمد بستی غریبہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۷) مولانا گہنہ ساکن وہوا ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۸) مولانا قاضی صفی اللہ ساکن سوسل ضلع مانسہرہ (مدرسہ احمدیہ میں پڑھاتے بھی رہے)

(۱۹) قاضی صاحب ڈنڈہ خولیاں ہزارہ

(۲۰) مولانا محمد حمید الدین صدیقی کوٹ نجیب اللہ ضلع ضلع ہری پوری

(۲۱) مولانا محمد عبدالکریم اعوان متوفی ۱۹۴۹ء موضع وجولیہ نزد حویلیاں ضلع ایبٹ آباد

(۲۲) حضرت صاحبزادہ چن پیر صاحب سجادہ نشین چھوہر شریف

ماخذ

(۱) مرزا اعظم بیگ، تواریخ ہزارہ، وکٹریا پریس، لاہور، ۱۸۷۸ء۔ص ۹۶۸

راجہ انور خان جنجوعہ، تاریخ جنجوعہ، الحمزہ آرٹ پریس، خانیوال، ۱۹۸۲ءص ۲۶۱

فدا حسین تاریخ تناول، اسد محمود پرنٹنگ پریس گوالمنڈی راولپنڈی ۱۹۹۲ءص ۴۸ تا ۸۰

سید مراد علی، تاریخ تناولیاں، مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ۱۹۷۵ءص ۸۱

غلام نبی خان، الافغان تنولی، گنج شکر پرنٹرز لاہور ۱۹۹۳ءص ۱۷ تا ۲۷

(۲) شجرہ نسب مالکان موضع قاضیان، شامل ریکارڈ محکمہ مال بندوبست ۱۸۷۲ء

محمد عیسیٰ گورمانی چشمہ حیات، دارالعلوم محمدیہ لتڑی، ضلع ڈیرہ غازی خان، ۱۳۹۸ھ ص ۱۲۳

(۳) سید محمود شاہ ڈھینڈہ استفتا بابت ادئے جمعہ، مطبع مصطفائی لاہور س، ن
(۴) مولانا احمد ساکن قاضیان، بیاض، قلمی ۱۳۰۰ھ ص ۲۰ عکس مملوکہ کتب خان راجہ نور محمد نظامی بھوئی گاؤں
(۵) بیاض مولانا فضل احمد جابری ارمغادی، قلمی، ۱۳۲۰ھ اور مکتوب، قلمی، کتبخانہ راجہ نور محمد نظامی میں موجود ہیں۔
(۶) ابوالاسعد محمد المدعو بفضل عالم ہزاروی، صیانیة الاکیاس عن و سوسة الخناس، مطبع مصطفائی لاہور ص ۱۰۴
(۷) قاضی نواب علی جدون، سوانح عمری، قلمی، ۱۹۱۵ء ص ۱۳۷ کتب خانہ راجہ نور محمد نظامی بھوئی گاڑ
(۸) محمد اقبال مجددی، علمائے ساہو والا کا ایک غیر مطبوعہ تذکرہ، دار المؤرخین چانی میراں، لاہور س ن ص ۱۶
(۹) مولانا ابوالحسنات عبدالحئی لکھنوی، ردع الاخوان عما احدثوہ فی آخر جمعة رمضان، مطبع مصطفائی، ۱۳۰۳ھ ص ۳۶، ۳۷
(۱۰) فیوض الرحمٰن جدون، مشاہیر علمائے سرحد، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۹۸ء ص ۷۹
چشمہ حیات ایضاً ص ۱۲۳
سید محبوب اصغری، تاریخ دار العلوم دیو بند، اشاعت خصوصی ماہنامہ الرشید ساہیوال مارچ، اپریل ۱۹۸۰ء
(۱۱) فیوض الرحمٰن جدون، علمائے ہزارہ، فرنٹیر پبلشنگ کمپنی، لاہور ص ن ص ۲۰
(۱۲) چشمہ حیات ایضاً ص ۱۲۲، ۱۲۳
(۱۳) ایضاً ص ۱۲۵
(۱۴) ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی، تاریخ ہزارہ ثنائی برقی پریس لاہور ۱۹۶۹ء ص ۶۶۷
(۱۵) چشمہ حیات ایضاً ص ۱۲۴
(۱۶) عبدالحئی بن فخر الدین حسینی لکھنوی، نزہتہ الخواطر، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۷۵ء ج ۸، ص ۳۸
(۱۷) چشمہ حیات، ایضاً، ص ۱۲۴
(۱۸) مولانا مفتی محمد شفیع فتاویٰ دار العلوم دیو بند مطبوعہ ۱۳۶۶ھ مقدمہ طبع ثانی
(۱۹) چشمہ حیات، ایضاً ص ۱۲۶
(۲۰) ایضاً، ص ۱۲۶، مولانا سید محمد حمزہ حسنی، مکتوبات مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی، ۲۰۰۳ء ج ۱ ص ۲۰
(۲۱) مولانا فیض احمد فیض مہر منیر، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، مغلپورہ لاہور ۱۹۷۳ء، ص ۲۱۰ تا ۲۱۹ بحوالہ اشتہار دعوت مرزا غلام احمد قادیان۔ ضیاء الاسلام پریس قادیان ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء
(۲۲) نزہتہ الخواطر ایضاً ج ۸، ص: ۳۸
(۲۳) فیوض الرحمٰن جدون، مشاہیر علماء دیو بند، العالمین پریس لاہور ۱۹۷۶ء، ج ۱، ص ۳۳۔
(۲۴) چشمہ حیات ایضاً۔ ص ۱۲۶ ا بشیر احمد رضوی، نقش اولیاء آئی بی ایس گرز مکس بلیو ایریا اسلام آباد ۲۰۰۳ء، ص ۱۰۷

مولانا اسرار مدنی

جمہوریت کا اسلامی تصور

جمہوریت کا سادہ سا مطلب یہ ہے کہ عوام کے اجتماعی معاملات کو چلانے کے لیے عوام کی اکثریت کی رائے پر عمل کیا جائے۔ یہ نہ صرف انتہائی فطری اور واحد قابل عمل طریقہ ہے بلکہ دین کے تقاضوں کے بھی عین مطابق ہے۔قرآن کا حکم امرھم شوری بینھم اسی کا بیان ہے۔اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ مسلمانوں کے معاملات ان کے مشورے ارائے سے چلائے جانے چاہییں ۔اس حکم کا تقاضا محض یہ نہیں ہے کہ ان سے رسمی طور پر مشورہ کر لیا جائے بلکہ ان کے مشورہ کے مطابق ہی فیصلہ بھی کیا جائے، اور یہ مشورہ بھی کسی خاص طبقے یا گروہ تک محدود نہ ہو بلکہ تمام لوگوں کو مشورے ارائے کا یکساں حق دیا جائے، اسی کا نام جمہوریت ہے۔

اسلام کا بنیادی اصول مشاورت

اسلام نے امرھم شوری بینھم کا ایک واضح اصول دیا ہے جس میں حکمرانوں کا انتخاب اور معزول ہونا اور باقی اجتماعی معاملات بھی لوگوں کی مرضی سے طے کیے جاتے ہیں۔خلافت راشدہ کے انتخاب میں بھی یہی اصول کارفرما رہا اور تمام خلفائے راشدین اصلا لوگوں کی مرضی سے ہی حکمران بنے۔حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بھی اپنی نامزدگی کے باوجود لوگوں کی آزاد مرضی کے بعد ہی اس ذمہ داری کو قبول کیا تھا۔

جمہوریت کا متبادل آمریت

جمہوریت کا متبادل صرف اور صرف آمریت ہے۔یعنی محض طاقت کے بل بوتے پر عوام کے حق حکمرانی کو غصب کر لینا۔اگر اس اصول کو مان لیا جائے تو جس طرح آج خلافت کے نام پر مدعی اقلیت میں ہونے کے باوجود طاقت اور جبر کی بنیاد پر اپنا غلبہ حق بجانب سمجھتے ہیں، اسی طرح کل کوئی مغرب زدہ یا کمیونسٹ اقلیت یا کسی اقلیتی مسلک کے ماننے والے بھی اگر طاقت حاصل کر لیتے ہیں تو کیا آپ انھیں یہ حق دینے کے لیے تیار ہیں کہ وہ بالجبر آپ پر مسلط ہو جائیں۔طاقت کے قانون کے اس اصول کو اگر مان لیا جائے تو اس کا نتیجہ مستقل انتشار اور انارکی کے سوا اور کیا نکل سکتا ہے۔

تشکیلِ حکومت میں عوامی رائے کی اہمیت

حکومت کے انعقاد میں عوامی رائے اور استصواب کی کیا اہمیت ہے اس کا اندازہ درج ذیل تاریخی روایت سے ہوتا ہے کہ حضرت عبد الرحمان بن عوف نے حضرت عثمان اور حضرت علی کے انتخاب میں عوامی رائے معلوم کرنیمیں کس قدر محنت اور جان فشانی سے کام لیا:

"پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ان دونوں) حضرت عثمان و حضرت علی (کے متعلق لوگوں سے مشورہ کرنے میں مشغول ہو گئے۔آپ اکابر سےبھی مشورہ کرتیاوران کے پیروکاروں سے بھی۔،اجتماعا بھی اور متفرق طور پر بھی، اکیلے اکیلے سے بھی اور دو دو سےبھی، خفیہ بھی اور علانیہ بھی، حتیٰ کہ پردہ نشین عورتوں سے بھی مشورہ کیا۔ مدرسے کے طالب علموں سے بھی، اور مدینہ کی طرف آنے والے سواروں سے بھی، بدووں سے بھی جنھیں وہ مناسب سمجھتے ۔ تین دن اور تین راتیں یہ مشورہ جاری رہا۔آپ نے دو آدمیوں کے سوا سب لوگوں کو حضرت عثمان کی خلافت کے حق میں پایا، البتہ حضرت عمار اور مقداد نے حضرت علی کے حق میں مشورہ دیا۔ بعد میں ان دونوں نے بھی (حضرت عثمان) کی دوسرے لوگوں کے ساتھ بیعت کی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔سو حضرت عبدالرحمٰن ان تین دن اور تین راتوں میں بہت کم سوئے۔ وہ اکثر نماز، دعا، استخارہ اور ان لوگوں سے مشورہ میں وقت گزارتے تھے جن کو وہ مشورہ کا اہل سمجھتے۔سو آپ نے (اس مشورہ کے دوران) کسی کو بھی نہ پایا جو حضرت عثمان کے برابر کسی کو سمجھتا ہو۔(البدایۃ والنہایۃ، ج۷، ص۱۴۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی بنیاد پر ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے مشورے کے بغیر مسلمانوں کے نظم اجتماعی کا قیام اور بقا ناممکن ہے۔آپ نے فرمایا: لا خلافۃ لا عن المشورۃ .خلافت کا قیام اور انعقاد مشورے کے بغیر جائز نہیں۔

خلافت راشدہ میں کثرتِ رائے کی اہمیت

جمہوریت میں اکثریت کی رائے کے مطابق سربراہ ریاست کا تعین ہوتا ہے۔کثرتِ رائے کے ساتھ انتظامی اور بعض اوقات شرعی معاملات کا فیصلہ قرنِ اول میں بھی رائج تھا۔حضرت ابوبکر صدیق کے سامنے جب کوئی نیا معاملہ آتا تو وہ اس کو قرآن وحدیث میں تلاش کرتے وہاں نہ ملتا تو صحابہ کرامؓ سے ان کے گھر جا کر ملاقات کرتے اور اس میں بھی کامیاب نہ ہوتے تو اصحاب رائے صحابہ کو جمع کر کے ان کے سامنے مسئلہ رکھتے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول تھا، عام طور پر قرآن وحدیث کے سامنے آجانے کے بعد اتفاق رائے ہوجاتا ،لیکن کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ قرآن وحدیث کی طرف مراجعت میں ،خفا یا ظاہری تعارض کے سبب یا امور انتظامیہ میں اختلاف رائے کے باعث اتفاق نہ ہوسکا، تو کثرت

رائے کے ذریعہ فیصلہ کیا گیا۔

خلافت راشدہ میں فیصلے کے نفاذ کا طریقہ کار

خلافت راشدہ کے پورے عہد میں ایک نظیر بھی اسی طرح کی پیش نہیں کی جاسکتی کہ امیر المومنین نے محض اپنی رائے کو یا اقلیت کی رائے کو یہ کہہ کر نافذ کیا ہو کہ ایسا کرنا ان کے اختیار میں داخل ہے، البتہ اس طرح کے متعدد واقعات ملیں گے کہ امیر المومنین اپنی مدلل اور مضبوط رائے کو نافذ کرنے سے محض اس لیے رکیکہ اکثریت ان کے حق میں نہیں ہے۔ اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ خود خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت کا انعقاد بھی شوری اور کثرتِ رائے کی بنیاد پر ہوا ہے۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ سقیف بنوساعدہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب بھی بھاری اکثریت نے کیا ہے، بنو ہاشم کے خواص اور انصار کے شیخ قبیلہ حضرت سعد بن معاذ کی رائے اس وقت ان کے حق میں نہیں تھی (تاریخ اسلام اکبر شاہ، ج1، نیز دیکھیے: الفاروق)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشورہ کیا تو مشورہ کی خصوصی مجلس میں اختلاف ہوگیا، پھر جب آپ نے رائے عامہ معلوم کی تو وہ بالاتفاق حضرت عمر کے حق میں گئی اس لیے یہ انتخاب بھی شوری اور کثرت رائے سے ہوا (نظام حکومت، ص324)

عددی کثرت کی بنیاد پر خلافت کا فیصلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کے لیے جو چھ اراکین پر مبنی مجلس شوری نامزد کی تھی، اس نے بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ رائے عامہ کی کثرت دیکھ کر کیا ہے۔ (تاریخ اسلام اکبر شاہ) اور اسی رائے عامہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی ہے۔ خلافت راشدہ میں عددی کثرت کے فیصلہ کن ہونے کی سب سے عمدہ وضاحت حضرت عمر کی نامزد کردہ مجلس شوری کی تفصیلات سے ہوئی ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کو یہ ہدایت کی تھی کہ اگر اتفاق رائے سے انتخاب عمل میں آجائے تو سب سے اچھی بات ہے اور اگر اختلاف رائے ہو جائے تو اکثریت کے مطابق انتخاب کیا جائے اور اقلیت اگر فیصلہ کے خلاف بغاوت کرے تو اس کو عبرتناک سزا دی جائے۔

خلافت راشدہ میں عام طور پر مسائل کے حل کے لیے مجلس شوری نے کتاب وسنت کی طرف مراجعت کی ہے اور جب کوئی مسئلہ صاف ہوگیا ہے تو عام طور پر اتفاق رائے ہوگیا ہے اور اگر اختلاف باقی رہا ہے تو کثرت رائے کے ذریعہ فیصلہ کیا گیا ہے۔

فقہا کی نظر میں کثرتِ رائے کی اہمیت

کثرتِ رائے بعد میں آنے والے فقہا کے ہاں بھی حجتِ شرعیہ کے طور پر موجود ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں فقہا کا اختلاف رائے ہوتو وہاں کثرت رائے کی بنیاد پر ترجیح کا اصول موجود ہے۔ کثرتِ رائے کی بنیاد پر ترجیح کی بات دو موقعوں پر کہی گئی۔ ایک صورت یہ ہے کہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں ائمہ احناف سے کوئی قول منقول نہیں ہے، اور فقہائے متاخرین کے ہاں بھی اس مسئلہ میں اختلاف رائے ہوجائے، تواس سلسلہ میں اکثریت کے قول پر عمل کیا جائیگا۔ (دیکھیے: شرح عقود رسم المفتی، ص78)

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک مسئلہ میں دو قول ہیں اور دونوں ہی کو صحیح قرار دیا گیا ہے، ان دونوں صحیح اقوال میں سے ایک قول کو ترجیح دینے کے سلسلے میں کثرتِ رائے کے اصول کو مان لیا گیا ہے، یعنی اس صورت میں جس قول کو زیادہ لوگوں نے اختیار کیا ہو، وہی معتبر ہوگا۔ (شرح عقود رسم المفتی ص۔89)

غرض یہ ہے کہ کثرت رائے کے وجہ ترجیح یا شرعا معتبر ہونے کے لیے قرآن کریم احادیث پاک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل، خلفائے راشدین کا عمل اور فقہائے کرام کی تصریحات سب ہی موجود ہیں، اس لیے اگر شوری میں اختلاف رائے ہو جائے تو ایسی صورت میں اکثریت کی رائے کے مطابق فیصلہ کرنے میں شرعا کوئی تنگی نہیں ہے، اور اگر اکثریت پر فیصلے کی بات باہمی معاہدہ یا دستور اساسی کی صورت میں طے کر لی گئی ہوتو پھر صرف اکثریت ہی کی بنیاد پر فیصلہ کرنا ضروری ہوجائے گا۔

☆☆☆

عجلت پسندی قرآن وحدیث کی روشنی میں

(بقیہ ص ۴۲ سے)

ہمارے اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو اپنی ودیعت کردہ صفات کا استعمال مثبت انداز سے کرنا چاہئے، اس لئے اچھے اور نیک کاموں میں جلد بازی سے کام لیجئے اور جن جگہوں پر اللہ نے ہمیں عجلت پسندی کو قابو میں کرنے کا حکم دیا ہے، جیسے سنی سنائی باتوں کو بلاتحقیق پھیلانا، کسی کے تعلق سے برا گمان کرنا، اور بے جا غصہ سے کام لینا ان جیسی جگہوں پر نہایت صبر وتحمل سے قدم اٹھایا کیجئے، جلد ہی آپ دیکھیں گے کہ ایک پرسکون اور خوشگوار معاشرہ وجود میں آچکا ہے۔ ہم چاہیں تو خود کو آج سے ہی بدل سکتے ہیں کیونکہ اگر ہم کچھ کرنے کی ٹھان لیں تو ہمیں بھلا کون روک سکتا ہے؟

تو آیئے! ایک نئی خوشگوار زندگی کی شروعات کریں، یقین جانئے ان اصولوں پر عمل کر کے ہم عنداللہ محبوب بن جائیں گے اور لوگوں کے درمیان بھی ہماری پہچان ایک معتبر اور نیک انسان کے طور پر ہوگی۔

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے دل کا بائی پاس آپریشن

۲۰ر فروری بروز منگل کو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ دورہ حدیث میں درس کیلئے تیار ہوکر تشریف لے جارہے تھے کہ سینہ میں تکلیف بڑھ گئی (جو تقریباً تین چار روز سے وقتاً فوقتاً ہورہی تھی لیکن حضرت نے حسب عادت تکلیف کو اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دی) حضرت مدظلہ کو فوراً تمام صاحبزادگان نے فوراً سی ایم ایچ نوشہرہ پہنچایا۔ ابتداء میں اِسے معدے کا درد سمجھا گیا لیکن شام تک ای سی جی رپورٹس سے یہ انکشاف ہوا کہ دل کی شریانیں بند ہیں اور اسی رات انہیں ایمرجنسی راولپنڈی کے امراض قلب کے بین الاقوامی شہرت کے حامل ایف آئی سی ہسپتال رات دس بجے پہنچایا گیا۔ جہاں پراے ایف آئی سی کے تمام سینئر ڈاکٹرز اور ہسپتال وانتظامیہ کے چیف وغیرہ منتظر تھے،ان تمام حضرات نے خصوصی توجہ دی اور اس بات کو کنفرم کیا کہ دل کی مرکزی تینوں شریانیں ۷۰ فیصد بلاک ہیں اور ۲۲ فروری دوپہر کو انجوگرافی +انجو پلاسٹی کی گئی لیکن سٹنٹ پاس نہیں ہوسکے۔ جس کے بعد مولانا مدظلہ کو آئی سی یو میں ایک ہفتے تک رکھا گیا، پھر حضرت کے دل کے بائی پاس کے فیصلے پر دس دن تک طویل غور وحوض ڈاکٹروں کے درمیان جاری رہا کیونکہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی ہر دلعزیز بین الاقوامی شخصیت ،ضعیف العمری اور شوگر کی وجہ سے انہیں آپریشن کے آپشن پر بہت دباؤ کا سامنا تھا۔ بہر حال ڈاکٹروں کی طویل مشاورت اور دیگر بڑے ہسپتالوں کے بڑے معالجوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ توکلاً علی اللہ اوپن ہارٹ آپریشن کیا جائے۔

چنانچہ ۵ر مارچ بروز پیر صبح 7:30 بجے ڈاکٹروں کی مستند ٹیم بریگیڈیئر سرجن ڈاکٹر افشین، لیفٹننٹ کرنل ڈاکٹر ناصر خان، کمانڈنٹ اے ایف آئی سی میجر جنرل صفدر عباسی اور میجر جنرل ڈاکٹر سہیل عزیز کی مشاورت ونگرانی میں حضرت کا تقریباً پانچ گھنٹے کا طویل آپریشن کامیابی سے کیا۔ اس موقع پر دنیا بھر کے کونے کونے اور خصوصاً حرمین شریفین اور تمام مدارس اسلامیہ میں ختماتِ قرآن اور خصوصی دعاؤں کا اہتمام امت مسلمہ کی طرف سے کیا گیا۔ جسکے نتیجے میں الحمدللہ آپریشن کا خطرناک عمل کامیابی کیساتھ مکمل ہوا۔ حضرت اب بھی تقریباً ۲۵ روز سے ایف آئی سی میں زیر علاج ہیں لیکن الحمدللہ طبیعت روز بروز بہتری کی

جانب بڑھ رہی ہے۔آپریشن سے پہلے بھی حضرت تفسیر امام احمد لاہوریؒ کے مسودات پر ہسپتال میں کام کرتے رہے۔آپریشن کے چوتھے پانچویں روز کرسی پر بیٹھ کر سب سے پہلے تفسیر کے کام سے نئی زندگی کا آغاز کیا۔ الحمدللہ حضرت مہتمم صاحب اب روبصحت ہیں ،آپریشن سے پہلے اور بعد میں ملک بھر کی نامی گرامی شخصیات نے ہسپتال آ کر ملاقات اور عیادت کی ان میں سیاسی،حکومتی،مذہبی،روحانی،عسکری اعلیٰ شخصیات اور سماجی ممتاز شخصیات شامل تھیں۔ادارہ دارالعلوم حقانیہ و خاندان حقانی ان تمام ہزاروں لاکھوں محبین ،مخلصین وفضلائے حقانیہ کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے مسلسل ٹیلی فونز کالز،ای میلز وغیرہ پر اور دارالعلوم وہسپتال تشریف لا کر عیادت کی۔

حضرت مولانا مہتمم صاحب مدظلہ کی مصروفیات

☆ یکم فروری ۲۰۱۸ کو جمعیت کا صوبائی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت حضرت مہتمم صاحب نے فرمائی

☆ ۱۷رفروری کو شیخ محمد عمرانی حفظہ اللہ (جو خانہ کعبہ کے کلید بردار ہیں) کی طرف سے حضرت والد صاحب مدظلہ اور دارالعلوم حقانیہ کیلئے کراچی کے جناب الحاج مقصود صاحب کے توسط واحسان سے ۱×۱ میٹر بڑا غلاف کعبہ اور ڈیڑھ فٹ غلاف روضہ اطہر سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہدیہ مبارک پیش کیا گیا۔ جسے دیکھنے کی سعادت دارالحدیث کے طلباء نے درس کے اختتام پر کی اور بعد میں حضرت مدظلہ نے حاجی مقصود صاحب کا اس ہدیہ کے دینے کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

☆ ۱۹رفروری کو جمعیت علماء اسلام نظریاتی کے مرکزی نائب امیر مولانا عبدالقادر لونی کی دارالعلوم آمد اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات اور اہم امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

دارالعلوم حقانیہ کے نہایت قابل فاضل مخلص مولانا مفتی کفایت اللہ وردگ کی وفات

۲۲۔فروری ۲۰۱۸ کو دارالعلوم حقانیہ کے انتہائی باصلاحیت اور درجنوں کتابوں کے مصنف تحریک طالبان کے برائے یورپ نمائندہ خصوصی مولانا مفتی کفایت اللہ وردگ اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث وفات پا گئے۔مرحوم کواللہ تعالیٰ متعدد کمالات سے مالا مال فرمایا تھا،آپ عربی،انگریزی،پشتو،اردو،فارسی ودیگر کئی زبانوں کے ماہر اور مختلف کتابوں کے مصنف ومؤلف تھے۔حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ عشق ومحبت بے مثال تھا،اعلیٰ اخلاق ،انتہائی متواضع اور نہایت ہی سخی انسان تھے،خود اکثر کتابیں کمپوز کرتے ،ہزاروں کی تعداد میں کتابوں کو چھاپتے اور مفت تقسیم کرتے،تحریک طالبان افغانستان کیلئے آپ نے سفارتی محاذ پر اپنے وقت میں کافی موثر لابنگ بھی کی ،دارالعلوم ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔اوران کے پسماندگان کے ساتھ دلی تعزیت کرتا ہے۔

مولانا محمد اسلام حقانی
رکن موتمر المصنفین

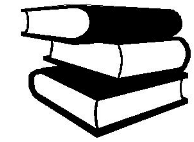

تعارف وتبصرہ کتب

● **سراج النحو پشتو شرح ہدایۃ النحو** افادات: شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر **سید شیر علی شاہ مدنیؒ**

مرتب: مولانا محمد ظاہر شاہ حقانی ضخامت: ۴۲۲ صفحات ناشر: مکتبہ الحرم پشاور، اکوڑہ خٹک

درس نظامی میں ہدایۃ النحو کی اہمیت اہل علم سے مخفی نہیں، مسائل نحو کے حل کیلئے یہ کتاب بنیادی اہمیت کی حامل ہے، ابتدائی درجہ (ثانیہ) میں پڑھائی جانے والی اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس پر لکھی گئی شروحات، تعلیقات اورحواشی سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے ،اس پر اب تک عربی، فارسی اردو، اورپشتو میں بیشمار شروحات ،تعلیقات ،تسہیلات اورحواشی لکھے جاچکے ہیں۔اس پر اہل علم اور شہسواران درس وتدریس کی تقریرات الگ سے سینکڑوں سے متجاوز ہے،انہی درسی تقریروں اوردرسی افادات میں جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنیؒ کی تقریر بھی اس حسین سلسلہ کی ایک کڑی ہے، استادمکرم ایک جامع عالم، ہرفن اور ہرعلم میں یدطولیٰ رکھتے تھے ،دوران درس طلبہ اس تقریر کونوٹ کرنے کے ساتھ ساتھ کیسٹ میں بھی محفوظ کرتے تھے۔استادمکرمؒ کے اس درس کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا شرف اورسعادت قابل قدر دوست مولانا محمد ظاہر شاہ حقانی کے حصے میں آئی، انہوں نے اس درس کوسراج النحو کے نام سے نہایت عرق ریزی اورمحنت سے پشتوزبان میں ترتیب دیا ہے ،اس شرح کے ذریعے پشتو زبان سے تعلق رکھنے والے تشنگان علوم نبوت کوزیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی سعی کی گئی ہے ،جس میں علم النحو کے تمام مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے ،تمام مباحث پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے اور ہدایۃ النحو کونہایت آسان پشتو میں حل کیا گیا ہے ۔محترم مولانا ظاہر شاہ صاحب نے ایک ایسی ضرورت کو پورا کیا ہے کہ پشتو زبان میں جسکی طلب تھی، مولانا ظاہر شاہ حقانی اپنے والد گرامی (مولانا امین الحق گستوئی حقانی) کی طرح علم وقرطاس سے دلچسپی رکھتے ہیں، اوراس ذوق جمیل کالاج رکھتے ہوئے قلم وقرطاس کے اس میدان میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔اللہ کرے یہ کتاب مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنی نوراللہ مرقدہ کے رفع درجات کا وسیلہ اورمؤلف ومرتب کتاب کی نجات کا ذریعہ ثابت ہو،اللہ تعالیٰ اس کاوش کوشرف قبولیت سے نوازے۔آمین

● **خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ** .... تالیف: مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی

ضخامت: ۵۶۰ صفحات ناشر: ادارہ اشاعت الاسلام مانچسٹر لندن

ہر مسلمان کیلئے اسوہ نبویہؐ کے بعد اسوہ صحابہ وصحابیاتؓ کو اپنانا اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرنا

نہایت لازم قرار دیا گیا ہے، اتباع صحابہ وصحابیات کو اپنانے کیلئے مسلمانوں کو جن اسباب کی ضرورت ہے ان میں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل چیز صحابہ وصحابیات کرامؓ کے حالات وسیرت کا مطالعہ ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ'' حضرت سیدہ فاطمہؓ کی زندگی سے منتخب کردہ مجموعہ ہے۔ مؤلف کتاب نے نہایت عرقریزی اور محنت سے اس کو مرتب کیا ہے، اپنے موضوع پر ایک اچھی کاوش ہے، ان کو پڑھ کر محترمہ سیدہ فاطمہؓ کی حیات طیبہ کے متعلق بنیادی معلومات کافی حد تک دائرہ علم میں آجاتی ہے اور آپ کو آئیڈیل شخصیت بنا کر زندگی گزارنا ممکن ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم بھی صحابہ کرام کی زندگیوں کو سمجھیں اور ان ہی کی نقش قدم پر چلیں۔

● **اساتذہ کی ذمہ داریاں** .... افادات: شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف خان

ضخامت: ۱۲۴ صفحات ناشر: بیت العلم ٹرسٹ اردو بازار کراچی

کسی بھی نظام تعلیم میں استاد کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے اور کوئی بھی نظام تعلیم اچھے اساتذہ کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتا ہے، اساتذہ ہی معیار تعلیم کو بلند کرنے اور پست کرنے میں کردار ادا کرتے ہیں۔ قدیم سے جدید زمانہ تک جو فاصلہ طے کیا گیا اور جو ترقی ہوئی اس میں استاد کو نمایاں عمل دخل رہا، استاد ہی انسانیت کی تعمیر کرتا ہے، استاد کو روحانی باپ گردانا گیا ہے، جو حصول علم، تعمیر سیرت اور اسکے عقائد واعمال میں رہنمائی کا کام کرتا ہے، اسلامی معاشرے میں استاد کو ہمیشہ ہی اہم مقام حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو استاد (معلم) بنا کر بھیجا گیا اور حضورؐ نے اپنے معلم ہونے پر فخر کا اظہار بھی فرمایا ہے، لیکن استاد کی ذمہ داریاں کیا ہے؟ اور میں کامیاب استاد کیسے بنوں؟ یا تدریس کی مشکلات پر کیسے قابو پاؤں؟ ان سب سوالات کے جوابات زیر تبصرہ کتاب ''اساتذہ کی ذمہ داریاں'' میں ملاحظہ کر سکتے ہیں، مولانا محمد یوسف خان صاحب نے اس کتاب میں اساتذہ کی ذمہ داریوں پر سیر حاصل بحث اور تفصیلاً روشنی ڈالی ہے، اس کتاب کو مولانا محمد جمال اور مولانا حماد حسین صاحب نے نہایت اچھے انداز میں مرتب کیا گیا ہے، اہل علم حضرات، خصوصاً مدارس اور اسکول کے اساتذہ کرام کیلئے ایک انمول تحفہ اور بیش بہا خزانہ ہے۔

● **دعوتی خطبات** .... جمع وترتیب: مولانا سید محمد زین العابدین

ضخامت: ۳۲۸ صفحات ناشر: مکتبہ الایمان کراچی 03323552382

اللہ رب العزت نے اس کائنات میں سب سے بڑا منصب وعہدہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے، اس کے بعد دیگر انبیاء کرام علیہم السلام، پھر اس کے بعد صحابہ کرامؓ اور درجہ بدرجہ دیگر امت اپنے علم وفضل کی بدولت تابعین وتبع تابعین، اولیاء وعلماء ودیگر اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں۔ مخلوق خدا کو نیکی وپارسائی کا سبق اور درس دینا انبیاء کرام علیہم السلام کا کام تھا، بعد از انبیاء کرام آخر میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف لائے اور امت کیلئے جامع طرز اور روشن کتاب وسنت کی روشنی میں چھوڑ گئے اور مخاطبین کو تاکید و اصرار فرما گئے کہ اس سبق و درس کو آئندہ نسلوں تک پہنچانے کا اہتمام کیا جائے۔ مذکورہ مقدس شخصیات کے بعد بھی اس امت میں ایسے شہسوار گزرے ہیں جن کی علم وفضل ورع وتقوی سے چار گونہ عالم مستفید ہوا ہے۔ ان اہل علم وتبلیغ نے ہر میدان میں اپنے اپنے جوہر کا لوہا منوایا۔ دعوت وتبلیغ زبان سے دیا جائے تو بہت نافع اور موثر ثابت ہوسکتی ہے جس کو وعظ وتقریر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس سلسلہ میں اہل علم کی خدمات محتاج تعارف نہیں، انہیں اہل علم نے تقریر کے ذریعے دعوت وتبلیغ کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا ہے اور ان تقریروں کو بعد میں کتابی شکل میں امت کے استفادے کیلئے پیش کیا گیا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب ''دعوتی خطبات'' اس سلسلہ کی ایک حسین کڑی ہے، جسے مولانا سید محمد زین العابدین نے کمال مہارت سے مرتب کیا ہے، جس میں اکابر اہل علم اور مبلغین حضرات کی تقریروں کو شامل کیا گیا ہے اور عوام کی رہنمائی و ہدایت پر مشتمل مواعظ و بیانات اور دعوتی خطبات کا بہترین مجموعہ ہے۔ اللہ مولف عزیز کی یہ کاوش قبول کرے اور امت کی ہدایت اور ہم سب کی اخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔

● **الاربعین فی تعلیم البنات والبنین** افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا **حافظ اختر علی عزیزی**

ضخامت: ۹۰ صفحات ناشر: دارالعلوم فاروقیہ محلہ انوار مدینہ کاٹلنگ مردان

ایک حدیث مبارکہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری امت میں سے کسی کو چالیس احادیث یاد کرادے گا، اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عالم کی شکل میں اٹھائے گا، اور میں اس کی شفاعت کرنے والا اور اس پر گواہ ہوں گا۔ اس حدیث کی بناء پر علماء امت نے امت کی رہنمائی کیلئے اس عبادت کو ہر دور میں بحسن وخوبی انجام دیا ہے۔ ہر دور میں اربعین کے نام پر چالیس احادیث مبارکہ کے مجموعے لکھے گئے، بعض کتابیں (اربعین) مخصوص مسائل پر، بعض ایک ہی موضوع پر لکھے گئے ہیں اور نہ صرف یہ کہ اس پر عربی میں کام ہوا ہے بلکہ ہر زبان میں اربعین پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔

اس سلسلہ کی ایک حسین کڑی مولانا حافظ اختر علی عزیزی صاحب کی یہ کتاب بھی ہے، جس میں انہوں نے تعلیم وتربیت اولاد کے حوالے سے چالیس احادیث مبارکہ جمع کر کے اس کی سہل انداز میں توضیح وتشریح بھی پیش کی ہے، اس میں چالیس وہ احادیث مبارکہ ہیں جو تعلیم، درس وتدریس اور تربیت اولاد کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔ علم وتعلیم کے سلسلہ میں یہ ایک حسین گلدستہ ہے۔ امید ہے آئندہ ایڈیشن میں اسکی حسن ترتیب کا خیال رکھا جائے گا اور سلیقہ سے کتاب کو مرتب کرنے کی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔